



# بجی میں ہارا تجھ سے



<https://primeurdunovels.com/>

سجنی میں ہمارا تجھ سے

از قلم : ماہم سلیم

مکمل ناول



اگر آج اسے کوئی کہتا کہ دنیا صرف امیر لوگوں کی ہے تو وہ ان سب پر ہنستی جبکہ ایک وقت تھا جب وہ ان سب باتوں پر ایمان لے آئی تھی.....

آج اس کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی اس کو ملی تھی۔ شہر کی سب سے بڑی یونیورسٹی میں اس کو سکالرشپ پر داخلہ ملا تھا۔ "جہاں امیروں تک کو سفارش کی ضرورت پڑتی تھی وہاں ایک چھوٹے سے محلے کی غریب لڑکی کیسے پہنچ سکتی ہے".....

یہ لوگوں کی زبانے تھیں مگر جس کے ساتھ دو جہانوں کے مالک کی رحمت اور ماں باپ کی دعا ہو اسے بھلاں کون ہرا سکتا ہے.....

اسے آج بھی یاد تھا وہ دن جب ابا بستر مرگ پر تھے اور رشتے داروں نے منہ موڑ لیا تھا۔ اس وقت صرف وہ تھی جس نے دن رات ایک کر کے گھر سنبھالا تھا۔ اماں تو خود بیمار رہتی تھی.....

تب ابا نے کہا تھا نور تجھے اس زندگی میں ہی اجر ملے گا

"نور میری بچی میرے اس دنیا سے جانے کے بعد تو نے بکھرنا نہیں ہے بلکہ دنیا کو دیکھا دینا ہے کہ تو نور ہے تیری ذات میرا غرور ہے".....

"ابا ایسا نا بولو .. نور نے روتے ہوئے کہا تھا ....

"نور میری بچی اپنے نام کی طرح اپنی اور اپنی ماں کی زندگی کو روشن رکھنا "

"نور .. نور کہاں ہے تو " اماں کی آواز پر وہ یادوں کے بھنور سے واپس آئی تھی اب اس کو جلدی سے یہ خوشخبری اماں کو سنانی تھی

.....

اج یونیورسٹی میں اس کا پہلا دن تھا وہ تیار ہو کر آئی تو اماں کچن میں مصروف تھیں...

"نور کیسے جاے گی تو اسکول " راشدہ بیگم نے کہا

" اسکول نہیں اماں یونیورسٹی " نور نے ہنستے ہوئے کہا...

"ہاں ہاں وہی موا اسکول ہے تو پڑھنے کی جگہ پھر نام الگ الگ کیوں " .....

نور اماں کی بات پر مسکرا دی وہ جانتی تھی اماں نے تو اس کے کالج کو بھی اسکول کہا تھا یہ تو پھر یونیورسٹی ہے.....

"ہاں تو کیسے جائے گی تو" انھوں نے پھر پوچھا.....

"اماں سٹاپ تک پیدل جاؤں گی پھر بس پر".....  
اس نے جلدی جلدی ناشتہ کرتے ہوئے کہا.....

"اچھا خیریت سے جانا" اماں نے اس کے سر پر پیار کرتے ہوئے کہا.....

یونیورسٹی کی دنیا تو کسی فیری ٹیل جیسی تھی۔ وہ انکھیں پھاڑے ادھر ادھر گھور رہی تھی تب ہی ایک لڑکی اس کے پاس آئی.....

"بات سنو کیا تم بھی فریش سٹوڈنٹ ہو".... اس نے کہا.....  
ہاں... نور نے جواب دیا.....

"چلو جلدی یہاں سے".... اس لڑکی نے نور کا ہاتھ پکڑ کر دوڑنا شروع کر دیا.....

"یہ کیا ہو رہا ہے اور تم کون ہو، ہم بھاگ کیوں رہے ہیں".... نور نے پوچھا.....

"میرا نا...نا..نام مہر ماہ ہے۔" ... مہر نے رک کر کہا اس کی سانس پھولی ہوئی تھی .....

"دراصل وہ Seniors تھے اور ہماری طرف آرہے تھے شاید راگنگ کرنے".....  
"مہر ماہ بہت اچھا نام ہے اور شکرا یہ مجھے بچانے کیلئے ویسے میرا نام نور ہے".....

"نور اچھا تم مجھے صرف مہر ہی بلا سکتی ہو"..... مہر نے مسکرا کر کہا....

اوکے نور نے thumbsup کا اشارہ کرتے ہوئے کہا.....

"ویسے تم کس ڈیپارٹمنٹ سے ہو".... نور نے پوچھا

"میری فارمیسی ڈیپارٹمنٹ سے اور تم؟" مہر نے پوچھا

"میری بھی فارمیسی کی ہی ہوں" نور نے چہک کر کہا

"تو پھر فرینڈز".... مہر نے کہا....

فرینڈز.... نور نے اتنے جوش میں جواب دیا کہ ارد گرد کے لوگ انہے گھورنے لگے..... ان دونوں نے ایک جان دار تہکا لگایا اور وہاں سے چل دی.....

.....

"سکندر بیٹا اٹھ گئے تم"..... اتنی جلدی کیا تھی۔ رات بھی دیر سے سویا تھا۔ اب آرام کر لیتا..... فرح بیگم نے بیٹے کے تھکے ہوئے چہرے کی طرف دیکھ کر کہا..... سکندر نے مسکرا کر ماں کی طرف دیکھا.....

"تھکن کیسی اماں بھلا بہن کی شادی ہو اور بھائی تھک جائے ایسا ہو سکتا ہے".....

سکندر تین بہنوں کا اکلوتا بھائی تھا۔ باپ کے جانے کے بعد ساری ذمہ داری اس پر تھی تو وہ کیسے سو سکتا تھا..... وہ جس قدر ہنڈسم اود چارمنگ تھا اس سے زیادہ ذہین اور ذمہ دار تھا۔

"اماں ابھی میں بارات کی تیاری میں مصروف ہو جاؤں گا اگر کوئی کام ہے تو بتا دو۔".....



"نا تیرے ہوتے ہوئے مجھے کیا فکر " فرح بیگم نے ناز سے کہا.....  
ماں کے لہجے کا فخر ہی تو اس کی ساری تھکن کو دور کر دیتا تھا وہ ان کے سر پر بوسہ دے کر وہاں  
سے چل دیا.....

.....

اج اس کو یونی آتے ہوئے ایک ہفتہ ہونے کو تھا۔ سب  
ٹیچرز اس سے خوش تھے۔ اس نے بہت کم وقت میں  
سب پر ظاہر کر دیا تھا کہ وہی سکالرشپ کی حقدار  
تھی.....

اس کی کارکردگی کی دھوم پورے ڈیپارٹمنٹ میں پھیل چکی تھی.....  
سب استاد چاہ کر بھی اب تک اس کے کسی بھی کام میں غلطی ناکال سکے تھے.....

ان سب کو معلوم تھا کہ اب صرف سیکندر ہی اس لڑکی کی ذہانت کو چیلنج کر سکتا ہے.....

.....



نور نور ..... مہر نے بے حد جوش سے نور کو بلایا تھا  
"کیا آفت آگئی ہے" نور نے چڑ کر جواب دیا

"یار تم نے سر عفان کو دیکھا آج وہ کتنے ہینڈسم لگ رہے تھے" ..... مہر نے چہک کر کہا  
.....

"خدا کا خوف کرو مہر تم لیکچر نوٹ کرنے کے بجائے سر عفان کو نوٹ کر رہی تھی" ..... نور نے  
غصے سے اس کو گھورتے ہوئے کہا.....

"یار نور اب تم زیادتی کر رہی ہو..... تم ہی بتاؤ کیا سر عفان خوبصورت نہیں ہیں کیا".....

ویل ہیں تو ..... نور نے کہا

یہی تو میں بول رہی ہوں ..... مہر نے آنکھ مارتے ہوئے کہا

سدھر جاو لڑکی شرم کرو وہ ہمارے استاد ہیں .... نور نے مہر کو شرم دلاتے ہوئے کہا.....

وہ ابھی بات کر ہی رہی تھی کہ ان کی سنٹر ان کی بات سن کر ان کے پاس رک گئی.....

"کیوں گرلز سر عفان کے بارے میں بات کر رہی ہو"

نور نے گھبرا کر مہر کی طرف اور پھر اس لڑکی کی طرف دیکھا.....

ارے گھبراؤ مت .... میرا نام زہرہ ہے میں دراصل تمہارے چچے والے ٹیبل پر بیٹھی تھی.....

انہوں نے مڑ کر اس خالی ٹیبل کو دیکھا... جہاں ادھی کوک کی بوتل پڑی ہوئی تھی.....

اصل میں تم لوگ سر عفان کے بارے میں بات کر رہے تھے جس سے مجھے اپنے وہ دن یاد آ گئے  
جب ہم فیشرر تھے.....

مگر ایک منٹ ابھی تو تم لوگوں نے سر سکندر کو نہیں دیکھا ہے.....

سر سکندر ارے وہ باوکیسٹری والے سر آج کل اپنی بہن کی شادی کی وجہ سے لیو پر ہیں.....

## خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- [aatish2kx@gmail.com](mailto:aatish2kx@gmail.com)

Facebook ID :- [www.facebook.com/aatish2k11](https://www.facebook.com/aatish2k11)

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

اچھا اچھا دونوں نے یک زبان ہو کر کہا.....

"کیا وہ سر عفان سے بھی زیادہ حسین ہیں" مہر نے پوچھا

"ارے لڑکی کیا بات کر رہی ہو سر عفان تو ان کے سامنے کچھ بھی نہیں"..... زہرہ نے کہا...

مہر اس قدر جوش میں کرسی سے اٹھی کہ یہ بھی نادیکھا کہ اس کی گود میں نور کا اسائنمنٹ تھا جو اس نے آج لازمی سر عفان کو جمع کروانا تھا.....

.....

"یار وہ دلہن کا بھائی ہے نا۔ کتنا ہینڈسم ہے نا۔" ایک بے لاگ تبصرہ شائد دلہا کی کسی کزن کی طرف سے آیا تھا.....

ہاں بہت پیارا ہے.....



وہ لگ بھی بہت پیارا رہا تھا گولڈن اور سلور combination کی شیر وانی پہنے وہ کسی شہزادے سے کم بھی لگ رہا تھا.....

ماٹھے پر گرتے بال اس کے حسن میں چار چاند لگا رہے تھے..... اگر ایسا کہا جائے کہ وہاں موجود لڑکیوں سے بھی زیادہ خوبصورت لگ رہا تھا۔ تو غلط نہ ہو گا

.....

وہ سر جھکائے سر عفان کے سامنے کھڑی تھی.....

"جی مس نور آپ کی اسائنمنٹ کہاں پر ہے".....

عفان نے اس کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے پوچھا....

وہ سر وہ.... دراصل سر اگر آپ مجھے تھوڑا وقت اور دے دیں تو آپ کی مہربانی ہوگی..... نور نے سر جھکا کر کہا.....

"میں آپ کو فیور کیوں دوں مس نور جبکہ آپ کہ سامنے ہی میں نے پچھلے ہفتے سارم کو بھی سزا دی تھی....." عفاں نے اسے سخت لہجے میں کہا....

"مگر سر صرف ایک بار مجھے لاسٹ چانس دے دیں پھر دوبارہ ایسا نہیں ہوگا..." نور نے سر جھکا کر کہا.....

"جی مس نور آپ کو ایک چانس تو ملے گا مگر سزا کے ساتھ"..... عفاں نے سرد لہجے میں کہا.....

"آپ کو یہ اسائنمنٹ اب پانچ بار بنانا ہوگی.... اور وہ سوال بھی اس میں شامل ہیں جو باقی کلاس کو معاف تھے"..... وہ بھی دو دن میں.....

"مگر سر صرف دو دن میں کیسے....."

"تو کیا میں آپ کی مارکس شیٹ پر زیرو مارکس لگا دوں"..... عفاں نے لٹ مار انداز میں کہا

"No sir I will do it"

نور نے کہا.....

او کے اب آپ جاسکتی ہیں... عفان کہتے ہوئے اپنے کام میں مصروف ہو گیا.....

.....

رخصتی کے بعد وہ بظاہر تو پر سکون تھا مگر اس کے دل کا صرف اس کا خدا ہی جانتا تھا...

شادی میں ہر ایک نے اس کی تعریف کی تھی کہ اس نے باپ کا فرض بہت اچھے سے نبھایا تھا۔۔۔۔۔

مگر کوئی یہ نہیں جان سکتا تھا کہ آج بھائی کے دل پر کیا گزری تھی جس نے ابھی ابھی اپنی بہن کو رخصت کیا تھا۔۔۔۔۔

وہ اپنے رب کا اس قدر شکر گزار تھا کہ آج اس نے اسے اور اس کی ماں کو سب کے سامنے سرخرو کر دیا تھا جنھوں نے ان سے ناتا توڑ لیا تھا۔۔۔۔۔

اپنے نام کی طرح آج پھر سکندر کی جیت ہوئی تھی۔ وہ اٹھ کر اپنی ماں کے کمرے میں چلا گیا کیوں آج اسے اپنی ماں کی گود میں سر رکھ کر سکون کی نیند لینا تھی۔

فرح بیگم اپنے بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹی تھی۔ اور سب کی بے انتہا لاڈلی بھی۔

جب ان کی شادی میجر اشرف سے ہوئی۔ تو انہوں نے خود کو بے حد بدل لیا۔ اب وہ ضد کرنے والی فرح نہیں رہی تھی بلکہ بہت زیادہ سمجھدار ہو گئی تھی۔

ان کو اس بات کا ثبوت دینا تھا کہ وہ ایک جانباز فوجی کی بیوی ہیں۔

ان کی تین بیٹیاں اور ایک بیٹا سکندر تھا۔ بڑی دو بیٹیوں کا نام عائشہ اور عائزہ تھا۔ پھر سکندر اور سب سے چھوٹی فائزہ۔۔۔۔۔

ابھی فائزہ صرف دو سال کی تھی جب میجر اشرف کو جنگ کے لئے جانا پڑا۔۔۔۔۔



ویسے تو فرح بیگم بہت زیادہ حوصلے والی تھی۔ مگر نہ جانے کیوں اس مرتبہ ان کا دل ڈر رہا تھا۔

اور پھر وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔ اشرف صاحب واپس تو آئے لیکن شہادت کا رتبہ لے کر۔

-----

اس وقت سکندر صرف 10 سال کا تھا۔-----

کچھ عرصہ تو رشتے دار مدد کرتے رہے لیکن پھر ان کی نظریں اور ان کے طعنے فرح بیگم کی آنا کو چھلنی کرنے لگے۔

وہ ایک شہید کی بیوہ تھی وہ کیسے اپنی عزت اور انا کو داؤ پر لگا سکتی تھی۔-----

اسی عزم کے ساتھ انھوں نے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری خود لے لی۔-----

دن رات کی انتھک محنت اور فاقوں کی زندگی کاٹنے کے بعد ان کی دونوں بیٹیاں ڈاکٹر تھیں اور بیٹا ایک نامور یونیورسٹی میں لیکچرار تھا۔

فائزہ ایک نامور وکیل تھی۔ بڑی دونوں بیٹیوں کی شادی وہ پہلے ہی کر چکی تھی۔ اور آج وہ فائزہ کے فرض سے بھی سبکدوش ہو گی۔۔۔۔۔

ویسے تو انکے سارے ہی بچے بہت زیادہ لائق تھے۔ مگر ان کی سب تکلیفوں کا اجر انہیں سکندر کی صورت میں ملا تھا۔۔۔۔۔

وہ اپنے نام کی طرح سکندر تھا۔۔۔ بہت چھوٹی سی عمر سے اس نے ماں کا ہاتھ بٹانا شروع کیا تھا۔۔۔۔۔

فرخ بیگم آج فخر سے یہ کہہ سکتی تھی کہ وہ میجر اشرف کی بیوہ ہیں۔ وہ میجر اشرف جنہوں نے وطن کی عزت پر آنچ نہ آنے دی تھی۔۔۔۔۔ اور فرخ بیگم نے میجر اشرف کی عزت اور انا پر آنچ نہ آنے دی۔۔۔۔۔

یونیورسٹی سے آتے ہی وہ اپنی کتابیں لے کر بیٹھ گئی تھی۔ راشدہ بیگم نے کئی مرتبہ اس کو کھانے کے لیے آواز دی۔۔۔۔۔۔

مگر وہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس تک نہ ہوئی۔۔۔۔۔۔

اس کو اب تک مہر پر غصہ آ رہا تھا۔۔۔۔۔۔  
حالانکہ اسٹاف روم سے نکلتے ہیں وہ مہر کی اچھی خاصی کلاس لے چکی تھی۔۔۔۔۔۔

"مہر کی بچی اب تمہیں چین مل گیا۔۔۔۔۔۔ تمہارے ان خوبصورت سر عفان نے میری اچھی خاصی کلاس لی۔۔۔۔۔۔ پھر بھی ان کو چین نہیں ملا۔۔۔۔۔۔ اس لیے انہوں نے مجھے پانچ بار اسائنمنٹ کرنے کے لیے دی ہے۔۔۔۔۔۔"

نور نے مہر کو گھورتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔ نور کا دل کر رہا تھا کہ وہ مہر کو جان سے مار دے۔۔۔۔۔۔

جس نے اپنی ایکسائنمنٹ میں اس کی اسائنمنٹ کا بیڑہ غرق کیا تھا۔۔۔۔۔۔

اگر مہر پہلے ہی اپنی اسائنمنٹ جمع نہ کروا چکی ہوتی اور یقیناً نور اس کی اسائنمنٹ چھین لیتی۔۔۔۔۔  
لیکن اب اسے مارے باندھے خود ہی یہ کام کرنا تھا۔۔۔۔۔۔۔

وہ جانتی تھی کہ اگر وہ دن رات بھی لگا دے تو بھی دو دن میں اسائنمنٹ بنانا ناممکن ہے۔

لیکن اب وہ کیا کر سکتی تھی سوائے اس کے کہ کوشش کرے۔ سو اپنا کھانا پینا بھول کر شام سے بیٹھی  
اسائنمنٹ بنا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اے لڑکی تیرے اسکول والے تجھے کچھ زیادہ ہی کام دینے لگ گئے ہیں۔۔۔۔۔ راشدہ بیگم غصے سے  
کہتی ہوئے کمرے میں داخل ہوئیں۔

"نہیں اماں یہ تو میری غلطی تھی اس وجہ سے مجھے سزا ملی ہے۔۔۔۔"

اس نے بنا سر اوپر کئے جواب دیا۔۔۔



"نہیں میری پیاری اماں"۔۔۔ نور نے مسکرا کر جواب دیا۔۔۔۔

[illegible]

نور ان کی بات سن کر مسکرا کر رہ گئی۔

"نہیں اماں ابھی تو ایک مرتبہ بھی پورا نہیں ہوا"۔۔۔

اس نے گہری سانس خارج کرتے ہوئے جواب دیا۔۔

"چل چھوڑ یہ مولا اسکول کا کام۔۔۔۔ اور اٹھ کر کھانا کھا۔۔۔۔۔ اماں نے تحکم بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔"

وہ جانتی تھی کہ اب اماں اسے کھانا کھلائے بغیر نہیں چھوڑیں گی۔۔ اس لیے بنا کچھ کہے کھانا کھانے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔

پورے دس دن کی چھٹی کے بعد وہ یونیورسٹی جانے کے لیے تیار کھڑا تھا۔۔۔۔۔ فرح بیگم نے ناشتہ دیتے ہوئے اس کی نظر اتاری تھی۔۔۔۔۔

وہ تھا ہی ایسا کہ جب بھی وہ ذرا سا تیار ہوتا تو اس کی نظر اتارنے کی ضرورت پڑتی تھی۔۔۔۔۔

تھوڑا سا ناشتہ کرنے کے فوراً بعد ہی وہ یونیورسٹی کے لیے نکل پڑا۔۔۔۔۔۔۔

پہلا لیکچر اسی کا ہوتا تھا اور اس نے تو اب تک نئے آنے والے سٹوڈنٹس کی ایک بھی کلاس نہیں لی تھی۔۔۔۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ نئی کلاس پر اس کا برا امپریشن پڑے۔۔۔۔۔

اس لیے وہ جلدی جلدی آماں کو سلام کرتا گھر سے نکل گیا۔۔۔۔۔

ساری رات جاگ کر اسائنمنٹ بنانے کے بعد وہ بمشکل ایک گھنٹہ ہی سویا ہو گی کہ الارم بج اٹھا۔۔۔۔۔

وہ ہڑبڑا کر اٹھ گئی۔ ساری رات جاگنے کی وجہ سے اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔۔۔۔۔

وہ اٹھی اور جلدی سے فریش ہونے چلی گئی۔۔۔ ساری رات محنت کے باوجود بھی اس کی اسائنمنٹ مکمل نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اب باقی کی اسائنمنٹ وہ لائبریری میں بیٹھ کر مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔۔۔

اس نے جلدی جلدی ناشتہ کیا اور یونیورسٹی کے لیے نکل کھڑی ہوئی کیونکہ اگر اس کی بس چھوٹ جاتی تو اسے رکشے کے اضافی پیسے بھرنے پڑتے۔۔۔۔۔

سکندر کب سے تنگ گلی میں سے اپنی بائیک گزارنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔۔

اس نے اماں کو کتنی مرتبہ کہا تھا۔۔۔۔۔ کے اب یہ محلہ چھوڑ کر کسی اچھی جگہ شفٹ ہو جائیں۔۔۔۔۔

مگر اماں یہ محلہ اور گھر چھوڑنے کو ہرگز تیار نہ تھی۔۔۔۔۔ اس لئے تو گنجائش ہونے کے باوجود بھی اس نے اب تک گاڑی نہیں خریدی تھی۔۔۔۔۔۔۔

وہ اپنی کوشش سے شدید کوفت کا شکار ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ اور سونے پر سہاگہ یہ کہ اس کی بائیک کا ٹائر کھڈے میں اڑ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اس نے اپنی بائیک کو زور زور سے ریس دینا شروع کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔



اپنی اس حرکت سے وہ خود بھی جھنجلا گیا تھا۔۔۔۔

تبھی اس نے نظر اٹھا کر اوپر دیکھا تو ایک لڑکی اسے عجیب نظروں سے دیکھتے ہوئے گزر رہی تھی جیسے کہ وہ کوئی جو کر ہو۔۔۔۔۔

اللہ اللہ کر کے اس کی بانیگ کھڑے سے نکلی تو اس نے شکر کا سانس لیا۔۔۔۔۔

نور کو کب سے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے۔۔۔۔۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے بس سٹاپ پر پہنچی تھی۔۔۔۔۔

بس میں سوار ہو کر اس نے شکر کا سانس لیا۔۔۔۔۔ مگر سائیڈ مرر میں اسی پیچھا کرنے والے انسان کو دیکھ کر اس کے حواس گل ہونے لگے۔۔۔۔۔

اس نے آنکھیں موند کر آیت الکرسی کا ورد شروع کر دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔



وہ صبح جب سے آیا تھا اسٹاف روم میں بیٹھے سب ٹیچر صرف ایک ہی سٹوڈنٹ کی تعریف کر رہے تھے۔ اب تو اس کو بھی نور حیات سے ملنے کا اشتیاق تھا۔۔۔

وہ حیران تھا کہ اس قدر ذہین لڑکی کے پہلے دو ہفتوں میں ہی اس نے سب ٹیچرز کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔۔۔۔۔

لیکچر کی بیل ہونے پر وہ اسٹاف روم سے اٹھا اور کلاس روم کی طرف چل دیا

"اسلام علیکم سٹوڈنٹس میرا نام پروفیسر سکندر ہے اور میں آپ سب کو بائیو کیمسٹری پڑھاؤں گا پرسنل ریسن کی وجہ سے میں کچھ دن سے لیو پر تھا۔

اور آج میری آپ کے ساتھ پہلی کلاس ہوگی۔۔

چلیں اب آپ لوگ باری باری اپنا تعارف کروائیں"۔۔۔۔۔

اس کی بات پر مہر کھڑی ہو گئی اور اس نے اس کو بتایا کہ نور دو دن کے لیے لیو پر لی گئی ہے

سکندر نے سنجیدگی سے کہا اور پڑھانے میں مصروف ہو گیا۔۔۔۔۔

**Whatsapp : 03335586927**



"ارے نور تم یہاں تم تو دو دن کے لیے لیو پر گئی تھی نا۔ تمہاری اسائنمنٹ کمپلیٹ ہو گئی۔"۔۔۔

مہر نے ہمیشہ کی طرح نون سٹاپ بولنا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔۔

"لڑکی سانس تو لو بتاتی ہوں"۔۔۔ نور نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"مجھے ذرا لائبریری سے کچھ کتابوں کی ضرورت تھی اسی لئے میں آج یونیورسٹی آگئی مگر میری اسائنمنٹ ابھی تک کمپلیٹ نہیں ہوئی اس لیے میں آج کوئی بھی لیکچر نہیں لوں گی"۔۔۔ نے اطمینان سے جواب دیا

"ہاں اچھا ہو گیا کہ تم آج آگئی۔۔۔۔۔ تمہیں پتا ہے آج پہلی کلاس سر سکندر کی تھی۔۔۔۔۔ یار میں کیا بتاؤں وہ بہت زیادہ حسین ہے۔۔۔۔۔"

نور نے جھنجھلا کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

اس کے بگڑے تیور دیکھ کر مہر نے چپ رہنے میں ہی عافیت جانی۔۔۔۔۔

مہر اپنی عادت کے مطابق ایک دم جوش سے بولی۔۔۔۔۔

**نور اس کی اس حرکت پر مسکرا دی۔۔۔۔۔**

"سر عفان میں نے سنا ہے کہ آپ نے نور کو سزا دی ہے"۔۔۔

سر علی نے عفان سے پوچھا۔۔۔۔۔

عفان نے مسکراتے ہوئے ان کی طرف دیکھا اور بولا۔۔۔

"جی ہاں وہ اس کی پہلی غلطی تھی اگر اس کو پہلی دفعہ ہی چھوڑ دیا جاتا تو شاید وہ آئندہ بھی غلطی کرتی"۔۔۔۔۔

ویسے بات تو آپ کی ٹھیک ہی ہے لیکن وہ کلاس کی سب سے ہونہار طالبہ ہے۔ اس لئے اگر اسے پہلی بار چھوڑ دیا جاتا تو کوئی حرج نہیں تھا"۔۔۔۔۔ علی نے کہا۔۔۔۔۔

سکندر ان کی بات بہت غور سے سن رہا تھا۔۔۔۔۔

"سر ہو نہار طالبہ ہے اسی لیے تو میں نے اس کو سزا دی ہے اگر اس کی جگہ کوئی اور اسٹوڈنٹ ہوتا تو شاید میں معاف کر بھی دیتا"۔۔۔۔۔ سر علی نے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔۔۔

سکندر نے دل میں علی کی بات کی تائید کی تھی۔۔۔۔۔

سارا دن یونیورسٹی میں اسائنمنٹ بنانے کے بعد وہ صبح والا واقعہ بالکل بھول چکی تھی۔۔۔۔۔ جب اس نے اسی بانیک والے انسان کو دوبارہ اپنا پیچھا کرتے دیکھا تو وہ ڈر گئی۔۔ خوف اس پر نئے سرے سے طاری ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

گھر آ کر اس نے سوچا کہ کیوں نا وہ ماں کو ساری بات بتا دے۔۔ پھر اس نے یہ سوچ کر بات نہیں کی کہ پہلے اسے تصدیق کر لینی چاہیے۔۔۔۔۔

ہو سکتا ہے کہ یہ اس کا وہم ہو اور وہ انسان اس کا پیچھا نہ کر رہا ہو۔۔۔۔۔



اگلی صبح جب وہ گھر سے نکلی تو اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی پھر سے اس کا پیچھا کر رہا ہو۔۔۔۔۔

اب تو اس کا شک یقین میں بدل گیا تھا۔۔۔۔۔

یونیورسٹی پہنچ کر وہ اسائنمنٹ بنانے میں اس قدر کھو گئی کہ صبح والا واقعہ پھر سے بھول گئی۔۔۔۔۔

اللہ اللہ کر کے اس کی اسائنمنٹ پوری ہو گئی تھی۔ اس نے سکون کا سانس لیا اور گھڑی کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

یونیورسٹی کا ٹائم ختم ہوئے ایک گھنٹہ گزر چکا تھا۔۔۔۔۔

اس وقت نہ تو وہ اسائنمنٹ جمع کروا سکتی تھی اور نہ ہی بس میں سوار ہو سکتی تھی کیونکہ اس کی بس کب کی نکل چکی تھی۔۔۔۔

وہ اکیلے گھر جانے سے ڈر رہی تھی۔۔۔ اس نے اللہ کا نام لیا اور رکشے میں بیٹھ گئی۔۔۔۔ جب توقع کے برعکس کوئی اس کے پیچھے نہ آیا تو اس نے سکون کا سانس خارج کیا۔۔۔۔۔

آج بے شک وہ گھر جا کر اپنی نیند پوری کرنے والی تھی کیونکہ دو دن کی ان تھک محنت کے بعد آخر اس نے اپنی اسائنمنٹ پوری کر لی تھی۔۔۔۔۔

"سکندر اب تمہیں شادی کر لینی چاہیے"۔۔۔۔۔

فرح بیگم نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔۔۔

"یقین جانے ماں ابھی میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے"۔۔۔

" ارادہ تو بنانے سے ہی بنتا ہے بیٹا"----- فرح بیگم نے نرمی سے جواب دیا۔۔۔۔۔

" میری پیاری اماں جیسے ہی میرا ارادہ بنا تو میں آپ کو بتا دوں گا لیکن تب تک آپ مجھ سے اس بارے میں بات نہ کیجیے "----- اس نے نرم مگر سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔۔۔۔۔

فرح بیگم نے پھر اس سے کوئی بات نہ کی۔۔۔۔۔

وہ صبح سے اسی کشمکش میں مبتلا تھی کہ اماں کو بتائے کہ نہیں۔۔۔۔۔ اس نے بہت ہمت مجتمع کر کے  
ماں سے بات کرنے کی ٹھانی۔۔۔۔۔ پھر جب اس نے اماں کا مسکراتا ہوا چہرہ دیکھا تو اس کی ہمت  
جواب دے گئی۔۔۔۔۔

اماں کو بعد میں بتانے کا ارادہ کرتے ہوئے وہ یونیورسٹی کے لیے نکل کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔

آج پھر وہ انسان اس کا مسلسل پیچھا کر رہا تھا۔۔۔ اس کو پہلے ہی یونیورسٹی سے دیر ہو چکی تھی اب وہ تیز قدم اٹھاتے ہوئے کلاس کی طرف جا رہی تھی۔۔۔۔

یہ دیکھ کر کہ وہ انسان اب اس کا پیچھا یونیورسٹی تک کر رہا تھا اس کے ہاتھ پاؤں پسینہ سے بھیگ گئے۔۔۔۔۔

وہ انسان اس کا مسلسل پیچھا کر رہا تھا یہاں تک کہ وہ کلاس کے قریب پہنچ گئی وہ تب بھی اس کے پیچھے ہی تھا۔۔۔۔۔

اس نے مکمل ارادہ کر لیا تھا کہ آج وہ اس انسان کو نہیں چھوڑے گی۔۔۔۔۔ آخر کار وہ اپنی کلاس میں ہیں اور اس کے کلاس کے سٹوڈنٹ اس کا بھرپور ساتھ دیں گے۔۔۔۔۔

وہ کلاس روم میں داخل ہوئی تو ہر کوئی خوش گپیوں میں مصروف تھا۔۔۔۔۔

چپ چاپ آکر اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔۔۔ وہ دل ہی دل میں دعا کر رہی تھی کہ وہ انسان کلاس میں داخل نہ ہو۔۔۔۔۔۔۔



لیکن خوف سے اس کی آنکھیں کھلی رہ گئی جب وہ انسان روزاہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔۔

کلاس ہنوز خوش گپیوں میں مصروف تھی۔۔۔۔۔

کوئی بھی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔۔ وہ انسان پوری کلاس میں نظریں گھما رہا تھا جیسے وہ کسی کو تلاش کر رہا ہو۔۔۔۔۔

پتہ نہیں اس میں اتنی ہمت کہاں سے آئی وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور اس شخص کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی اور ایک زور دار طمانچہ اس کے چہرے پر مارا۔۔۔۔۔

تم ذلیل انسان میں تمہیں تین دن سے نوٹ کر رہی ہو پہلے تو تم صرف پیچھا کرتے تھے اور آج میری کلاس میں بھی گھس آئے ہو۔۔۔۔۔

ساری کلاس اس کی طرف متوجہ ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

وہ کسی شرنی کی طرح دھاڑ رہی تھی۔۔۔۔۔

ساری کلاس کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔۔۔۔

اسی وقت کلاس میں مہر داخل ہوئی۔۔۔۔

May I come in sir

مہر نے نظریں جھکائے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

لیکن پھر ایک دم کلاس کا منظر دیکھ کر وہ کچھ سمجھ نہ پائی۔۔۔

تمام اسٹوڈنٹس حیران و پریشان اپنی جگہ پر کھڑے تھے۔۔۔

اسٹیج کے بالکل درمیان سر سکندر اور نور کھڑے تھے۔۔۔۔

مہر ابھی تک صورت حال سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔

ایک دم پیچھے سے آواز آئی

نور یہ تم نے کیا کیا تم نے سر سکندر کو تھپڑ مار دیا۔۔۔۔۔

نور کی آنکھوں میں حیرانی اٹھ آئی۔ اس نے نظر اٹھا کر سکندر کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں اور سکندر کے دل کے کسی کونے سے آواز آئی تھی۔۔۔  
"سجنی میں ہارا تجھ سے۔"

"آپ سر سکندر ہیں۔۔۔۔۔" نور نے حیرانی اور خوف کے ملے جلے لہجے میں پوچھا۔۔۔

سکندر کی آنکھوں سے انگارے نکل رہے تھے۔۔۔۔۔

"آؤٹ۔۔۔۔۔ نکل جاؤ اس کلاس سے" سکندر بولا نہیں چلایا تھا۔۔۔۔۔

وہ آنسو بہاتی ہوئی کلاس سے نکل گئی۔۔۔۔۔

شرمندگی اس پر اس وقت اتنی زیادہ طاری تھی کہ وہ کچھ سوچے سمجھے بنا باہر کی طرف بھاگی  
----- وہ جلد از جلد گھر جانا چاہتی تھی -----

اس کے جانے کے بعد سکندر بھی وہاں نہیں رکا تھا۔۔۔۔۔

وہ دروازے کو پوری قوت سے بند کرتا ہوا کلاس سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

اس کو سیدھا اماں کے پاس جانا تھا کیونکہ اب اس کا ارادہ بدل گیا تھا۔۔۔۔۔

اس واقعہ کو پورا ایک ہفتہ گزر چکا تھا۔ وہ پورے ایک ہفتے سے یونیورسٹی نہیں جا رہی تھی۔۔۔۔۔

مہر بھی کئی مرتبہ اس سے ملنے آ چکی تھی۔۔۔۔۔

وہ کسی سے بھی نہیں مل رہی تھی اس نے اماں کو بھی اپنی بیماری کا بہانہ بنایا تھا۔۔۔۔۔



اماں میں شادی کے لیے تیار ہوں"۔۔۔ سکندر نے جیسے دھماکہ کیا تھا۔۔۔

فرح بیگم حیران ہو گئی کہ اچانک ایسا کیا ہو گیا ہے۔۔۔

مگر وہ خوش بھی تھی۔۔۔

"ٹھیک ہے بیٹا میں جلد ہی لڑکیاں دیکھنا شروع کر دیتی ہوں"۔۔۔

"اماں لڑکی میں دیکھ چکا ہوں"۔۔۔

فرح بیگم حیران رہ گئی۔۔۔

مگر اپنے بیٹے کی خوشی میں خوش تھی۔۔۔

اب وہ اُن کو اپنی ساری شرطیں بتا رہا تھا۔۔۔

آج صبح سے وہ اپنے کمرے میں بند تھی۔۔۔۔۔

شام میں اماں اس کے پاس آئی۔۔

وہ کو بہت زیادہ خوش دکھائی دے رہی تھی۔۔۔۔۔

نور۔۔ میری پیاری بیٹی اللہ نے میری سن لی۔۔۔۔۔

تیرے لئے ایک بہت اچھا رشتہ آیا ہے۔۔۔

رشتے کے بارے میں سن کر وہ ساکت رہ گئی۔۔۔۔۔ وہ انکار کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

لیکن ان کے چہرے کی خوشی دیکھ کر وہ کچھ بول نہ پائی۔۔۔۔۔

اپنی عقل کا استعمال کر کے وہ پہلے بھی ایک غلطی کر چکی تھی۔۔۔۔۔ سو اب اس نے سارے فیصلے اللہ

پر چھوڑ دیے۔۔۔۔۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے نکاح کا دن بھی آگیا۔۔۔۔۔

نور کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سکندر نے نور کا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔۔

نور کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ رہے تھے۔۔۔۔۔

اس کے نرم ہاتھ کو اپنے مضبوط ہاتھوں لیتے ہوئے وہ بولا۔۔۔۔۔

"یہی وہ ہاتھ ہے نہ جس سے تم نے مجھے تھپڑ مارا تھا۔۔۔۔۔ اب اپنے اسی ہاتھ سے تم میرے گال کو سہلاؤ گی"۔۔۔۔۔

نور نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

"کم آن جلدی کرو"۔۔۔۔۔

ابھی تو صرف ہاتھ سے سہلانے کا کہا ہے مگر۔۔۔۔۔

اس کی ذومعنی بات پر نور کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔۔۔

اس نے جلدی سے سکندر کے حکم کی تعمیل کی۔۔۔۔۔

سکندر اس کی بے بسی کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔۔۔۔

"گڈ گرل۔۔۔۔ آپ سے تمہیں میری ساری باتیں ماننا ہے۔۔۔"

اب غور سے سنو تمہیں اس گھر سے میرے بغیر نکلنے کی اجازت نہیں ہے۔۔۔۔

تم صبح صرف میرے ساتھ یونیورسٹی جاسکتی ہو۔۔۔۔۔

میرے بغیر اگر تم نے کہیں جانے کی کوشش کی تو تمہاری ٹانگیں توڑ دوں گا۔۔۔۔

نور کی آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔۔۔

ارے تم اتنی جلدی رونے لگ گئی۔۔۔۔ ان آنسوؤں کو سنبھال کر رکھو تمہارے بہت کام آئیں

گے۔۔۔۔ سکندر نے چھتے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔۔

وہ سکندر کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت دیکھ سکتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔



اس کی بے بسی پر وہ قہکا لگا کر ہنسا تھا۔۔۔۔

پھر اس کے ہاتھ کی پشت پر انتقام کی مہر ثبت کرتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔  
"صبح تمہیں یونیورسٹی کے لیے لینے آؤں گا تیار رہنا"۔۔۔۔ تیکھے لہجے میں کہتا ہوا کمرے سے نکل گیا

اس کے جانے کے کتنی دیر بعد تک وہ اپنے ہاتھ پر اسکا لمس محسوس کرتی رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ لمس جو انتقام کی شدت سے بھرا ہوا تھا۔۔۔۔۔

دو آنسو اس کی آنکھوں سے ٹوٹ کر گرے تھے۔۔۔۔

یہ تو وہ جانتی تھی کی اب اس کی زندگی آسان نہیں ہونے والی تھی۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

ساری رات اس نے خود ساختہ اذیت میں کاٹی تھی...

اپنے چھوٹے سے گھر کے نہایت معمولی کمرے میں وہ آج بے بسی کی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔۔۔۔

یہ وہی کمرہ تھا جو اس کے سکون کی واحد پناہ گاہ تھی۔۔۔۔۔ اور آج اس کو سب سے زیادہ گھٹن  
اپنے اسی کمرے میں ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

اس کی ایک چھوٹی سی غلطی نے اسے کس موڑ پر لا

کھڑا کیا تھا۔۔۔۔۔

اس کی غلطی اتنی بڑی تو نہ تھی۔۔۔۔۔ کہ وہ کسی کے

انتقام کا نشانہ بنتی۔۔۔۔۔

اب اسے صرف صبر کرنا تھا۔۔۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ

صبر ہی اسے سرخرو کر سکتا ہے۔۔۔۔۔

"بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔۔۔۔۔

نہیں سکندر کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی -----

وہ خوش تھا بے انتہا خوش ایک بار پھر جو اس نے چاہا

تھا۔ حاصل کر لیا تھا۔-----

وہ نہایت اطمینان سے لیٹا آگے کا لائحہ عمل تیار کر

رہا تھا -----

اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی..... یہ چمک

جیسی بھی تھی مگر انتقام کی تو ہرگز نہ تھی۔-----

سارا پلان تیار کر لینے کے بعد اب وہ پرسکون ہو کر سونے

کی تیاری کرنے لگا۔۔۔۔۔

"نور حیات سے نور سکندر تک کا سفر بہت دلچسپ ہونے والا ہے"۔۔۔۔۔

اس نے مسکراتے ہوئے اپنے خیال میں نور کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

رات دیر سے سونے کی وجہ سے نور کی آنکھ ابھی تک

نہیں کھلی تھی۔۔۔۔۔

اماں اس کو دو تین مرتبہ جگا کر جا چکی تھی۔۔۔۔۔ مگر

وہ ڈھیٹ بن کر لیٹی رہی۔۔۔۔۔

اس نے سوچ لیا تھا۔۔ کہ وہ سکندر کے ساتھ یونیورسٹی

نہیں جائے گی۔۔۔۔۔

اس کے جانے کے بعد وہ خود ہی چلی جائے گی۔۔۔۔۔

اسی لیے اس نے طبیعت خرابی کا بہانہ بنایا۔۔۔۔۔

مگر وہ بھول گئی تھی کہ سامنے والا سکندر ہے۔۔۔۔۔

"ارے واہ اماں۔۔ دیکھو آج بھائی کچھ زیادہ ہی اہتمام

سے تیار ہوئے ہیں"۔۔۔۔۔



دائمی خوشیاں ان کے مقدر میں لکھی جا چکی ہیں۔۔۔۔۔

" اچھا اماں میں چلتا ہوں۔۔۔۔ پہلے ہی دیر ہو گئی ہے۔۔۔۔"

ماں کے سامنے دعا کے لئے سر جھکاتا ہوا بولا۔۔۔۔۔

فائزہ ابھی بھی اس کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔۔۔ تبھی

فائزہ کے بالوں کی پونی کو ہلکا سا کھینچتے ہوئے

خدا حافظ کہتا باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

نور کے گھر کے سامنے بانیک روکتے ہوئے اس کے

چہرے کے نرم تاثرات یک لخت سخت ہو گئے تھے۔۔۔۔

جب وہ اندر آیا تو راشدہ بیگم نے اس کا پرتپاک استقبال

کیا تھا۔۔۔۔

وہ اس کو چائے پیش کر کے نور کو بلانے کمرے میں

گئی۔۔۔۔

نور نے انہیں طبیعت خرابی کا بہانہ کر کے ٹال دیا۔۔۔۔

سکندر پہلے سے ہی جانتا تھا کہ وہ ایسا ہی کچھ بہانہ

کرے گی۔۔۔۔ اس لیے راشدہ بیگم سے اجازت لے کر۔۔۔

خود اسے بلانے چلا گیا۔۔۔۔

جب وہ اندر داخل ہوا۔۔۔ تو وہ چادر منہ تک تانے لیٹی

ہوئی تھی۔۔۔۔۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر ایک دم بولی۔۔۔۔۔

"اماں چلا گیا وہ کھڑوس"۔۔۔۔۔

"نہیں ابھی تک تو نہیں۔۔۔۔۔ تمہیں لیے بغیر تو بالکل

نہیں جاؤں گا"۔۔۔۔۔۔۔

سیکندر کی آواز سن کر اس کا دل اچھل کر حلق میں آگیا

تھا۔۔۔۔۔

جیسے بلی کو دیکھ کر کبوتر آنکھیں بند کر لیتا ہے۔۔۔۔۔

اوپر سے چادر کھینچتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

چہرے پر مسکراہٹ اُٹھ آئی تھی۔

مگر جلد ہی اس نے خود پر قابو پا لیا۔۔۔۔۔



"نور اگر تم نہ اٹھی تو انجام کی ذمہ دار تم خود ہو گی"۔۔۔۔۔

اس کے لہجے میں ایسا کچھ تھا کہ نور فوراً ہی اٹھ بیٹھی۔۔۔۔۔

وہ جان چکی تھی کہ اس عذاب سے پیچھا چھڑانا ناممکن ہے۔۔۔

اس لیے جلدی سے فریش ہونے چلی گئی۔۔۔۔۔

[illegible]

وہ اس کے اس قدر میٹھے لہجے کو سن کر بالکل حیران رہ گئی تھی۔۔۔۔۔

"کس طرح اپنی باتوں سے اماں کو شیشے میں اتار رہا ہے"۔۔۔۔۔ نور بڑبڑائی۔۔۔۔۔

نور کے اس طرح بڑبڑانے پر سکندر نے ایک چھبتي نظر اس پر ڈالی۔۔۔۔۔

وہ راشده بیگم کو سلام کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔

"اچھا اماں میں چلتی ہوں للہ حافظ"۔۔۔۔۔

نور مرے مرے قدموں سے اس کے پیچھے چل دی۔۔۔۔۔

وہ بانیک چلا نہیں اڑا رہا تھا۔۔۔۔۔

نور مشکل سے ہی خود کو سنبھالے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

اس کو اپنی بے بسی پر رونا آ رہا تھا۔۔۔۔۔

مگر وہ خود پر ضبط کیے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ وہ رو کر اس

شخص پر خود کو کمزور ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔



"سنو لڑکی"۔۔۔۔۔ سیکندر نے نہایت گرج دار لہجے میں کہا۔۔۔

"جس طرح تم نے پوری کلاس کے سامنے مجھے طمانچہ

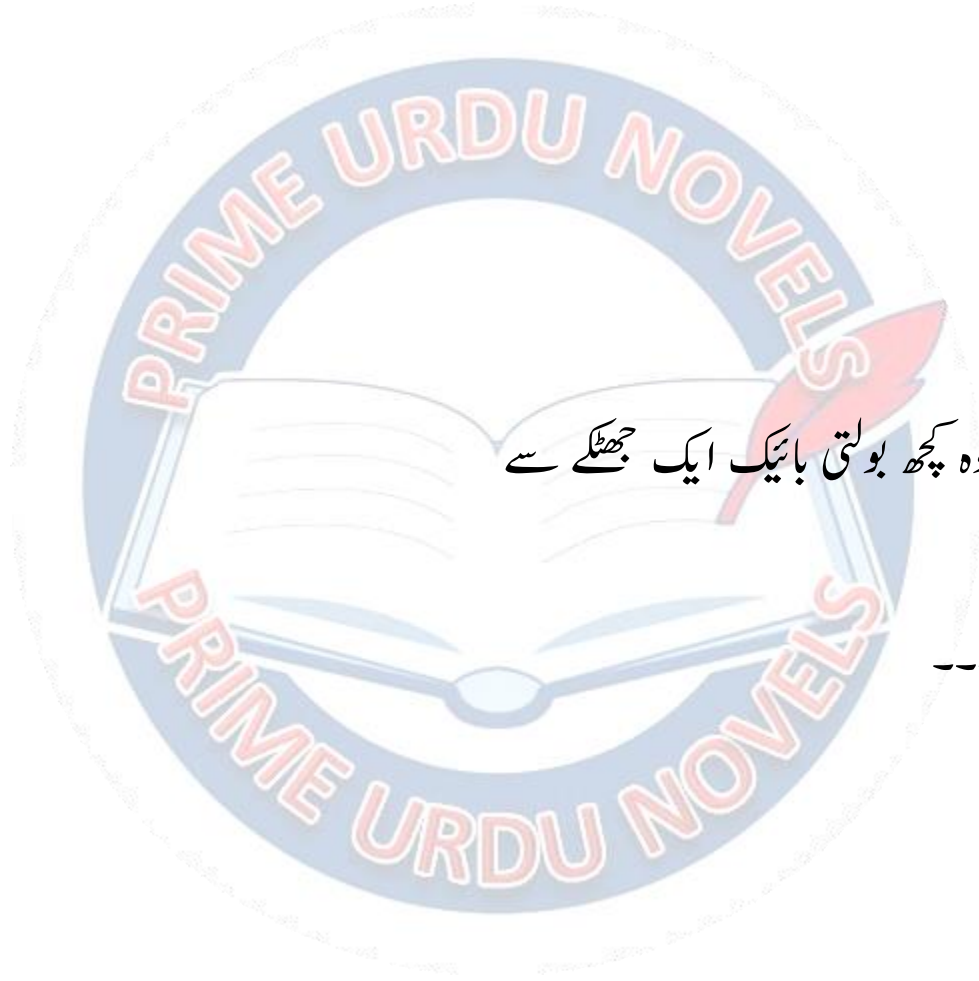
مارا تھا۔۔۔۔۔ بالکل اسی طرح اب تمہیں پوری کلاس کے

سامنے مجھ سے معافی مانگنا ہوگی"۔۔۔۔۔۔۔

"اور ایک بات اور یاد رکھنا۔۔۔۔۔۔۔ یونیورسٹی میں کسی

کو بھی ہمارے نکاح کے بارے میں پتا نہیں چلنا

چاہیے"-----



اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی بانیک ایک جھٹکے سے

رکی تھی-----

"اب یہاں سے تم خود پیدا جاؤں گی"-----

سکندر نے اس کو یونیورسٹی کے داخلی دروازے پر اتار دیا تھا۔۔۔۔۔

یہاں سے اس کا ڈیپارٹمنٹ کافی دور تھا۔۔۔۔۔

جبکہ اس کی بس اس کو اس کے ڈیپارٹمنٹ کے سامنے اتارتی تھی۔۔۔۔۔

"مگر میرا ڈیپارٹمنٹ یہاں سے کافی دور ہے"۔۔۔۔۔

نور نے نہایت معصوم شکل بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"ہے۔۔۔۔۔ لٹ مار انداز میں کہتا ہوا وہ بانیک ایک جھٹکے سے اس  
س گیا۔۔۔۔۔

ر تمللا کر رہ گئی۔۔۔۔۔

اس کی سفاکی پر نور تلملا کر رہ گئی۔۔۔۔۔

بے بسی ہی بے بسی تھی۔۔۔۔۔

اس نے ایک سرد آہ بھری اور ڈیپارٹمنٹ کی طرف چل دی۔۔۔۔۔



وہ تقریباً دوڑتے ہوئے ڈیپارٹمنٹ پہنچی تھی۔۔۔۔۔  
اس کی سانس پھولی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

..... May I come in sir



سکیندر جو لیکچر دے رہا تھا۔۔۔۔۔ ایک دم اس کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔۔۔

سیکندر نے کہا۔۔۔۔۔

مس نور آپ بیس منٹ لیٹ ہیں۔۔۔۔۔۔ اور آپ آئی بھی

پورے ایک ہفتے بعد ہیں۔۔۔۔۔۔ آپ جیسی سٹوڈنٹ کو اس

طرح کی لاپرواہی نہیں کرنی چاہیے۔۔۔۔۔۔

.....I am sorry sir

نور نے سر جھکا کر کہا۔۔۔۔۔۔

"چلے سوری کی کوئی بات نہیں ہے"----- سکندر نے نہایت نرم لہجے میں کہا۔-----

نور نے اس کے دوغلے پن پر اس کو گھور کر دیکھا۔-----

.....But I am really sorry sir

نور نے ایک مرتبہ پھر کہا۔-----

"سوری کس بات کے لئے بچے"-----سیکندر نے انجان بنتے ہوئے پوچھا-----

سر وہ اس دن جو غلط فہمی میں-----نور نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا-----

"کوئی بات نہیں بچے-----جیسا کہ آپ نے ابھی کہا کہ

وہ ایک غلط فہمی تھی اس لیے میں نے اس کا بالکل بھی

غصہ نہیں کیا-----

ویسے بھی بچے تو غلطیاں کرتے رہتے ہیں۔۔۔۔ ایک استاد

کبھی بھی اپنے شاگرد سے ناراض نہیں رہ سکتا۔۔۔۔۔"

سکندر کی بات پر پوری کلاس میں تالیوں کا شور گونج اٹھا۔۔۔۔۔

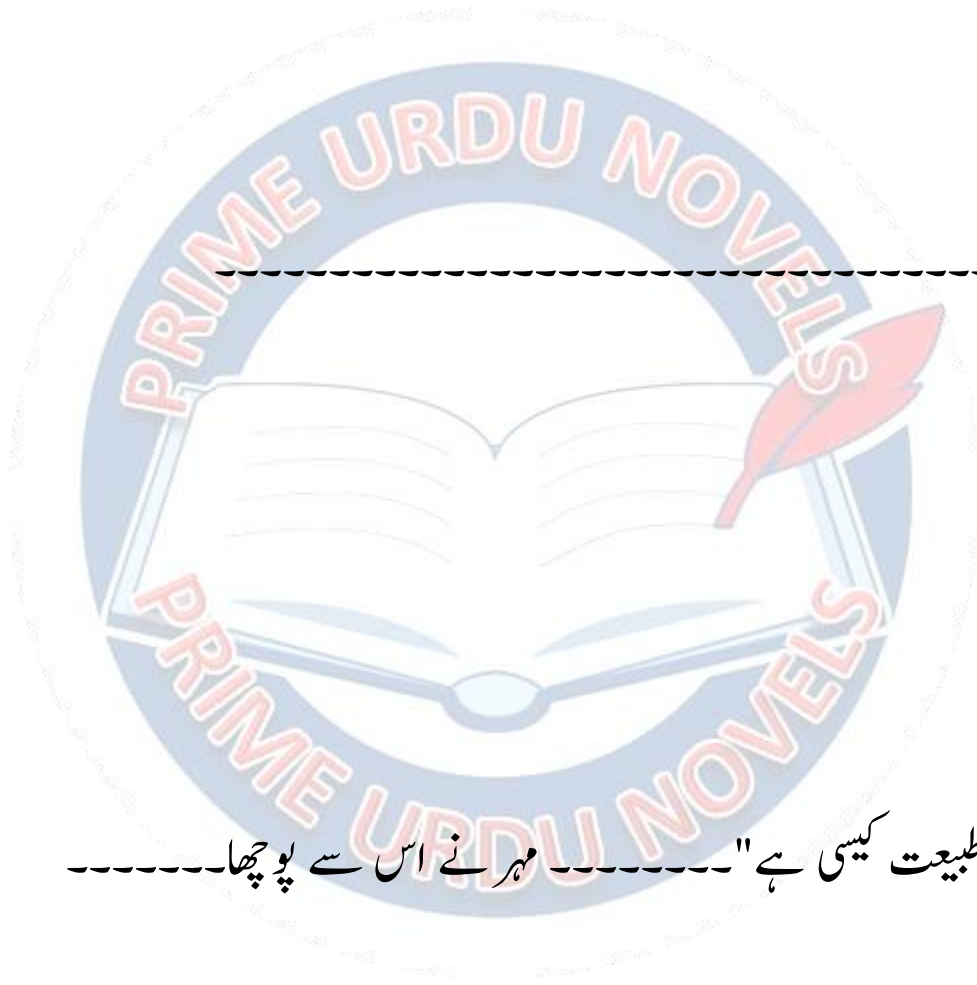
"سر سکندر کتنے اچھے ہیں"۔۔۔۔۔ پوری کلاس ان سرگوشیوں سے گونج رہی تھی۔۔۔۔۔



"چلے مس نور اب آپ اپنی جگہ پر چلی جائیں"۔۔۔۔۔

نہایت نرم لہجے میں کہتا ہوا واپس لیکچر کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نور تمللا کر رہ گئی۔۔۔۔۔ اور مرے مرے قدموں سے اپنی سیٹ کی طرف چل دی۔۔۔۔۔



"نور اب تمہاری طبیعت کیسی ہے"۔۔۔۔۔ مہر نے اس سے پوچھا۔۔۔۔۔

نور بے بسی سے مسکرا کر رہ گئی۔۔۔۔۔

"ہاں اب کافی بہتر ہے"۔۔۔۔۔

نور نے اپنے تاثرات پر قابو پاتے ہوئے فوراً جواب دیا۔۔۔۔۔

نور نہیں چاہتی تھی کہ اس کی کسی بات سے مہر شک

میں مبتلا ہو۔۔۔۔۔

اچھا اب صرف باتیں کرتی رہوں گی یا مجھے کچھ کھلاؤں گی۔۔۔۔۔

نور نے اس کا دھیان بٹانے کے لیے کہا۔۔۔۔۔ وہ اس وقت

کسی بھی قسم کے سوال کا جواب دینے کی پوزیشن میں

نہیں تھی۔۔۔۔۔

ہاں ہاں چلو مجھے تو بہت بھوک لگ رہی ہے۔۔۔۔۔ صدا کی بھوکی مہر نے کہا۔۔۔۔۔

نور نے شکر کا سانس خارج کیا۔۔۔۔۔ اور مہر کے پیچھے چل دی۔۔۔۔۔

آج کا دن اس کے لئے بہت زیادہ تھکا دینے والا تھا۔۔۔۔۔

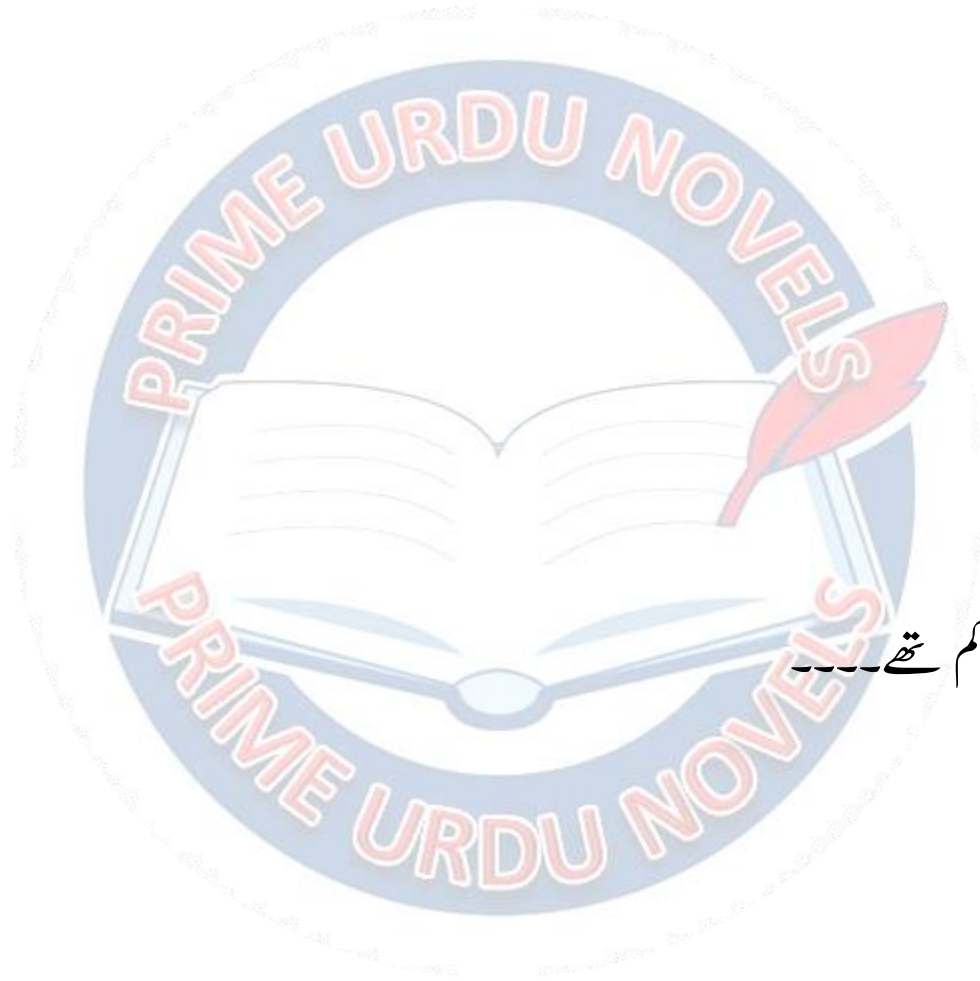
وہ پورے ایک ہفتے کے بعد یونیورسٹی آئی تھی۔۔۔۔۔



اس لیے کام کا بوجھ بھی بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔

اس کو ایک ساتھ پورے سات اسائنمنٹ جمع کروانے

تھے۔۔۔۔



کام زیادہ اور دن کم تھے۔۔۔۔۔

ایک کے بعد ایک لگاتار لیکچر لینے کی وجہ سے اس کا تھکن سے برا حال تھا۔۔۔۔۔

لاسٹ لیکچر کے ختم ہوتے ہی۔۔۔۔۔ اس کے موبائل پر میسج کی رنگ ٹون گونج اٹھی۔۔۔۔۔

"جہاں میں نے تمہیں صبح ڈراپ کیا تھا وہیں پر آ جاؤ"۔۔۔۔۔ سکندر کا میسج دیکھ کر اس کی الجھن میں مزید اضافہ ہوا۔۔۔۔۔

"نہیں میں بس پر چلی جاؤں گی"----- نور نے جوابی میسج سینڈ کیا۔۔۔۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے تمہارے پاس انکار کی گنجائش ہے"----- سکندر کے میسج نے اسے لاجواب کر دیا تھا۔۔۔۔۔

وہ مہر کو خدا حافظ کر کے اپنی منزل کی جانب چل دی۔۔۔۔۔۔۔

"تم ایک نہایت کم عقل لڑکی ہو" ----- وہ پوری پسینے

میں بھیگی ہوئی وہاں پہنچی ہی تھی کہ سکندر نے تلخ

لہجے میں اس سے کہا-----

"تمہاری وجہ سے مجھے یہاں کتنی دیر انتظار

کرنا پڑا"----- میں تمہیں پہلی اور آخری مرتبہ وارنگ دے

رہا ہوں-----

"آئندہ خود ہی ٹائم پر یہاں آ جانا-----

یہ تو بھول ہی جاؤ کہ تمہیں بس میں جانے کی اجازت

ملے گی"-----

سکندر نے لٹ مار انداز میں کہا-----



نور اپنی عادت کے برعکس خاموش کھڑی تھی۔۔۔۔۔

"چلو اچھا ہے تمہاری بولتی ابھی سے بند ہوگی"۔۔۔۔۔  
سکندر نے اسے چپ چاپ کھڑا دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔

"جاہل، بدتمیز، ذلیل، کمینہ، تمہیں کیا لگتا ہے میں چپ ہوں نہیں میں چپ نہیں ہوں۔۔۔۔۔"

"تم اور تمہاری یہ کھٹارا بانیک تم دونوں نہایت فضول ہو۔۔۔۔۔"

مجھے نفرت ہے تم سے اور تمہاری اس بانیک سے۔۔۔۔۔"

نور سر جھکائے کھڑی سکندر کو دل ہی دل میں گالیوں سے نواز رہی تھی۔۔۔۔۔

اس کے چہرے کے تاثرات کو دیکھ کر سکندر کے چہرے پر ایک مسکراہٹ آئی تھی جس سے وہ کمال مہارت سے چھپا گیا تھا۔۔۔۔۔

"اے لڑکی میں تمہارے انتظار میں یہاں سارا دن نہیں کھڑا رہ سکتا۔۔۔۔۔"

وہ سکندر کو گھورتی ہوئی بانک پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

باقی سارا راستہ خاموشی سے کٹا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سے بولا۔۔۔۔۔



سکندر بھی مسکراتے ہوئے بانیک زن سی بھگالے گیا۔۔۔۔۔



نور کے مڈ ٹرم کے امتحان شروع ہونے والے تھے۔۔۔۔۔ اس لیے اس نے اپنی ساری توجہ پڑھائی کی طرف مرکوز کر دی۔۔۔۔۔

پہلے تو یہ سلسلہ صرف گھریا سفر کے دوران ہوتا تھا۔۔۔

مگر پھر اس نے کلاس میں بھی کی اچھی خاصی بے عزتی کرنا شروع کر دیا۔۔۔

وہ اسے عجیب الٹے اور گھما کر سوال پوچھا کرتا تھا۔۔۔۔۔

اس کے سوالوں کی نوعیت ایسی ہوتی کہ نور کو لگتا کہ یہ صرف اس کو نیچا دکھانے کے لئے ہے۔۔۔۔۔

مثال کے طور پر اگر کسی سے یہ پوچھا جائے کہ تم نومبر میں پیدا ہوئے۔۔۔۔۔ تو بتاؤ نومبر میں ہی کیوں ہوئے دسمبر میں کیوں نہیں۔۔۔۔۔

اور اگر وہ کسی سوال کا جواب نہ دے پاتی تو۔۔۔۔۔ جواب آتا کہ ذہین ہونا ہی کافی نہیں فائدہ کیا  
ایسی ذہانت کا کہ آپ اپنی عقل کا استعمال کر کے ایک سوال کا جواب بھی نہ دے  
سکیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور اس کی توقع کے عین مطابق اس کے امتحان بہت اچھے ہوئے تھے وہ آج بہت خوش تھی اس کی خوشی کا اندازہ اسی بات سے لگایا جاسکتا تھا کہ سکندر کی کسی بھی بات کا جواب نہیں دے رہی تھی۔

"سنو لڑکی آج تمہارا بائیو کیمسٹری کا پیپر تھا نا کیسا ہوا ہے؟" -----



اس بات کا فیصلہ تم نہیں میں کروں گا۔۔۔۔۔ اور اس بھول میں مت رہنا۔۔۔۔۔ کہ میں تمہیں کوئی رعایت دوں گا۔۔۔۔۔

سکندر نے نہایت طنز بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔  
سر مجھے آپ سے اس قسم کی کوئی توقع نہیں ہے۔۔۔۔۔

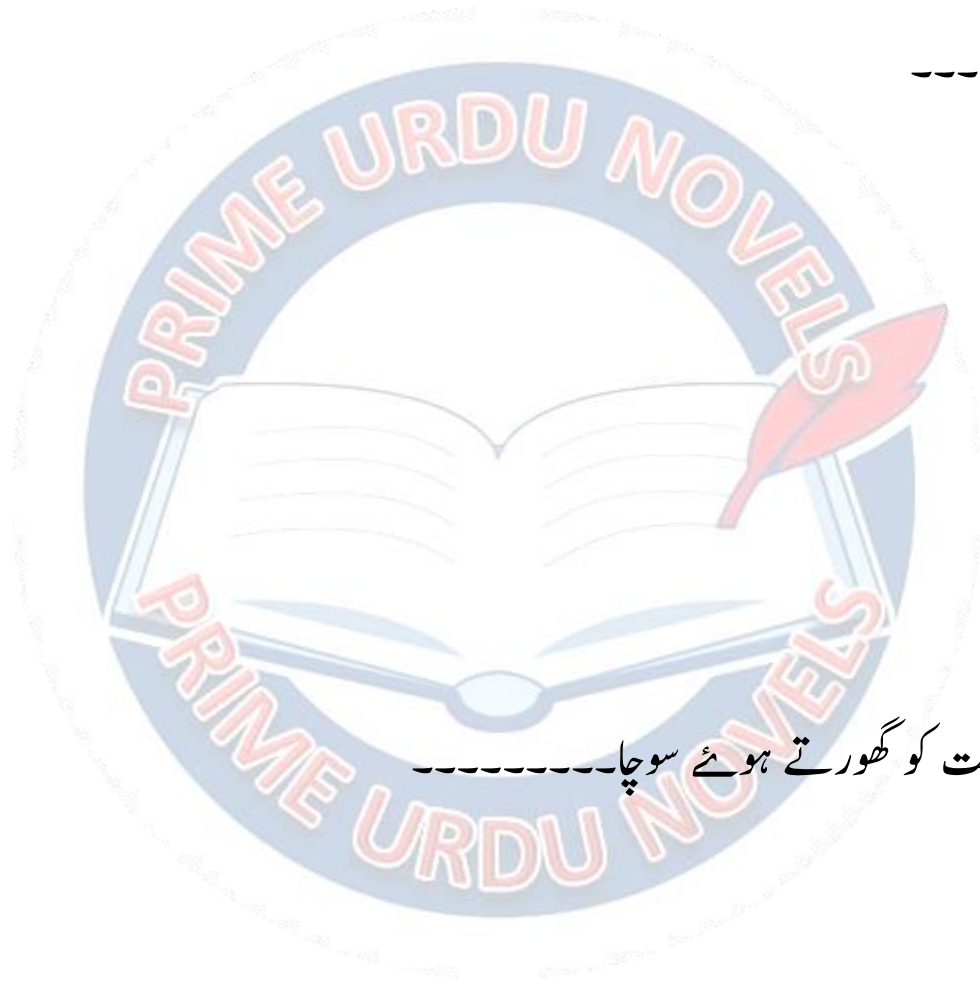
نور نے بھی اسی کے لہجے میں جواب دیا۔۔۔۔

نور کا طنز بھرا جملہ سن کر وہ تل مالا کر رہ گیا۔۔۔۔۔

"اوہ تو اب مینڈکی کو بھی زکام ہوا ہے"۔۔۔۔

سکندر نے لٹھ مار انداز میں کہا۔۔۔۔۔

لہ جانے اس کھڑوس کو لیکچرار کس نے بنایا۔۔۔۔۔ حالانکہ کہ یہ تو ہمارے محلے کا چوکیدار بننے کے  
بھی لائق نہیں۔۔۔۔۔



نور نے اس کی پشت کو گھورتے ہوئے سوچا۔۔۔۔۔

اگر اس نے بروقت سکندر کا کندھا نہ پکڑ لیا ہوتا تو وہ ضرور اچھل کر نیچے گر جاتی۔۔۔۔۔۔۔۔

"اے لڑکی اپنی حد میں رہو۔۔۔۔۔ ایسی چیپ حرکتیں مجھے بالکل پسند نہیں۔۔۔۔۔۔ ان سب  
حرکتوں سے بہتر تھا کہ تم پڑھائی کر لیتی۔۔۔۔۔ یہ سب کر کے تم پیپر میں پاس نہیں ہو  
سکتی۔۔۔۔۔"

سکندر نے نہایت حقارت آمیز لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔

آج پہلی مرتبہ نور کو اس کے انداز میں نفرت محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔۔

وہ بدتمیز تھا، کھڑوس تھا، ضدی تھا، مغرور تھا۔۔۔ مگر وہ اس قدر گھٹیا انسان تھا یہ اسے آج پتہ چلا تھا



وہ اتنی بے مول تو نہ تھی کہ اس کی ایک چھوٹی سی غلطی کی سزا اسے اس طرح ملتی۔۔۔۔۔ اتنے عرصے میں میں آج پہلی بار ایک آنسو اپنی بے مائیگی پر اس کی آنکھ سے ٹوٹ کر گرا۔۔۔۔۔

وہ چپ ہو گئی تھی بے بلکل کسی بے جان سے پتھر کی طرح۔۔۔۔۔ جو سڑک کے کنارے پڑا بے بسی سے اپنی کم حیثیتی کا تماشہ دیکھتا ہے۔۔۔۔۔

اتنے میں گھر آ گیا تھا۔۔۔۔۔

راشدہ بیگم جانتی تھیں کہ آج اس کا آخری پرچہ تھا۔۔۔ اور جب بھی اس کا آخری پرچہ ہوتا تھا وہ اسکول سے بہت خوشی خوشی واپس آتی تھی۔۔۔۔۔

لیکن آج اس کے چہرے پر ایسا کچھ تھا کہ راشدہ بیگم بھی پریشان ہو گئیں۔۔۔ وہ جب سے آئی تھی اپنے کمرے میں بند تھی۔۔۔۔۔ وہ ابھی اماں کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

وہ اپنی وجہ سے اپنی ماں کو دکھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اماں کئی دفعہ اس کا دروازہ کھٹکھٹا چکی تھی۔۔۔۔۔ مگر وہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ آخر کار اماں نے تنگ آ کر سکندر کو فون کر دیا۔۔۔۔۔

وہ بھی ٹھیک پانچ منٹ بعد ہی حاضر ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ اب وہ اس کا دروازہ پیٹ رہا تھا۔۔۔۔۔

"نور دروازہ کھولو تمہیں کیا ہو گیا ہے تم صبح تو بالکل ٹھیک تھی۔۔۔۔۔"

نور کے کانوں میں یہ آواز ایسے پڑ رہی تھی جیسے کسی نے زہر پھونک دیا ہو۔۔۔۔۔

یہ ایک ایسی آواز تھی جسے وہ اس وقت نہیں سننا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

اس نے جلدی سے دروازہ کھولا اور بنا سکندر کی طرف دیکھے کچن میں چلی گئی۔۔۔۔۔ اماں بھی فوراً اس کے پیچھے آئی تھیں۔۔۔۔۔

"اماں آپ نے انہیں کیوں بلا لیا خواہ مخواہ -----"

میری طبیعت خراب تھی۔۔۔ اس لیے میں دوائی لے کر سو گئی تھی انہیں خواہ مخواہ ہی زحمت ہوئی ہوگی۔۔۔"

"تو میری بات کا جواب نہیں دے رہی تھی نور"

"میرا دل ڈر گیا تھا اس کے علاوہ میں کسی کو نہیں جانتی جو اس وقت ہماری مدد کو آتا"



"لڑکی تیرا دماغ تو ٹھیک ہے اب میں ایسے بچے کو کھانا کھائے بغیر نہیں بھیج سکتی"

"مگر اماں کھانا تو ان کے گھر میں بھی بنا ہو گا نا"

یہی تو نور کی بے بسی تھی کہ وہ اب اس معاملے میں کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔۔

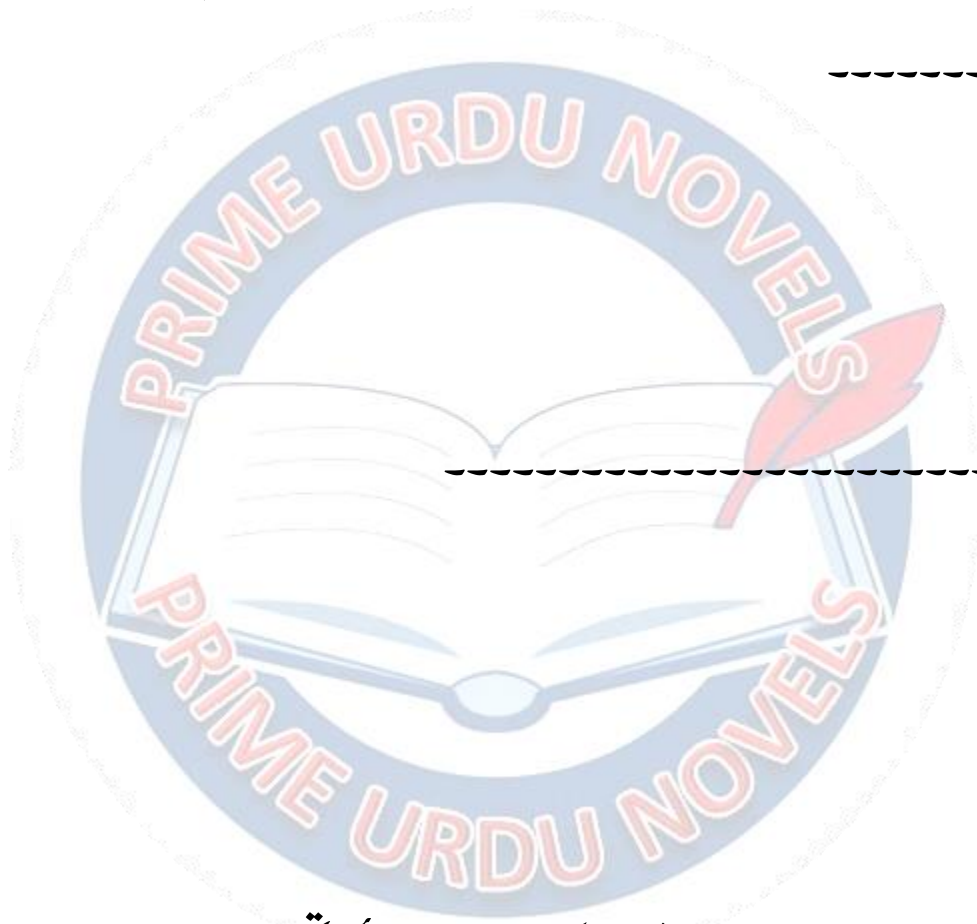
نور نے اسے اپنی خوش قسمتی قرار دیا تھا.....

وہ اس سارے معاملے میں کہیں نہ کہیں مہر کو بھی قصور وار مان رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیونکہ اگر وہ اس دن نور کی اسائنمنٹ خراب نہ کرتی تو وہ سر سکندر کو پہلے ہی دیکھ چکی ہوتی۔۔

اس طرح غلط فہمی میں آ کر ان کو پوری کلاس کے سامنے طمانچہ نامارتی۔۔۔۔۔

اور قصور جس کا بھی تھا لیکن محض غلط فہمی میں اٹھائے ہوئے اس قدم کی سزا اس قدر بھیانک تو نہیں ہو سکتی تھی۔۔۔۔۔



وہ آج پورے ایک ہفتے بعد بہت پر جوش ہو کر یونیورسٹی آئی تھی۔۔۔۔۔

مگر اتنا خوش ہونے کی کیا ضرورت تھی ابھی تو سارا دن باقی تھا۔۔۔۔۔

آج ان کا زلٹ اناؤنس ہونا تھا۔۔۔۔۔



وہ اپنے رزلٹ کے لیے نہایت پرجوش تھی۔۔۔۔۔ اس کا رزلٹ اس کی توقع بالکل عین مطابق آیا تھا۔۔۔۔۔

اس نے تمام مضامین میں شاندار نمبر حاصل کیے تھے سوائے بائیو کیمسٹری کے۔۔۔۔۔

یہ بات اس کے لئے بالکل بھی نئی نہیں تھی۔۔۔۔۔ وہ پہلے سے ہی جانتی تھی کہ ایسا ہی کچھ ہونے والا ہے۔۔۔۔۔

"نور آپ جانتی ہیں آپ کی ذہانت کے قصے سن سن کر میں نے بھی آپ سے توقعات وابستہ کی تھیں مگر آپ کا یہ نہایت بکواس رزلٹ دیکھ کر مجھے مایوسی ہوئی ہے۔۔۔۔۔" سکندر نے نرم مگر طنز بھرے لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔

..... I am sorry sir

"میں آئندہ زیادہ محنت کرو گی"۔۔۔۔۔ نور نے سر جھکا کر کہا تھا۔۔۔۔۔

اس نے ارادہ کر لیا تھا کہ اب وہ سکندر کی کسی بھی بات کا جواب نہیں دے گی۔۔۔۔۔

وہ اس شخص کو ایسا کوئی موقع نہیں دینا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

جس سے وہ دوبارہ اس کی تذلیل کرتا۔۔۔۔۔

وہ بے حد سنجیدہ اور چپ رہنے لگی تھی۔۔۔۔۔

اب تو وہ مہر کے ساتھ بھی زیادہ بات نہیں کرتی تھی۔۔۔۔۔

"آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے نور۔۔۔۔۔ جب سے تم چھٹیوں سے واپس آئی ہوں بہت بدل گئی ہو۔۔۔۔۔" مہر نے آخر کار تنگ آکر اس سے پوچھ لیا۔۔۔۔۔

"کچھ نہیں مہر۔۔۔۔۔ بس پڑھائی کا بوجھ زیادہ ہے۔۔۔۔۔ میرے خیال میں تمہیں بھی اب سنجیدہ ہو جانا چاہیے۔۔۔۔۔" نور نے بے حد عام سے لہجے میں جواب دیا۔۔۔۔۔

اصل میں اس نے اپنے اوپر بے نیازی کا خول چڑھا لیا تھا۔۔۔۔۔

اسے ایسا لگ رہا تھا کہ دن با دن وہ اپنا اعتماد کھوتی جا رہی ہے۔۔۔۔۔

اس لیے اس نے اپنا سارا دھیان پڑھائی کی طرف لگا دیا۔۔۔۔

وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی پڑھائی ذرا سی بھی اثر انداز ہو۔۔۔۔۔

مہر بھی اس کی توجہ نہ پا کر کتاب کھول کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

راشدہ بیگم نے بھی اس کی سنجیدگی کو محسوس کیا تھا۔۔۔۔۔

یہ ان کی وہ بیٹی تو نہ تھی جو مشکل سے مشکل حالات میں بھی مسکراتی رہتی تھی۔۔۔۔۔

اس کو دیکھ کے ایسا لگتا تھا جیسے وہ صدیوں سے بیمار ہو۔۔۔۔۔

"نور میری بچی کیا ہوا ہے"۔۔۔۔۔ آخر کار ایک دن تنگ آ کر انہوں نے اس سے پوچھ

لیا۔۔۔۔۔



"نہیں اماں کچھ بھی نہیں مجھے کیا ہونا ہے"----- نور نے بے نیازی سے جواب دیا۔-----

"ادھر آ میرے پاس۔۔۔۔۔" اماں نے اسے اپنے پاس بلایا۔۔۔۔۔

وہ مرے مرے قدموں کے ساتھ چلتی ان کے پاس آکر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

"نور میری بچی تو پہلے تو ایسی نہ تھی۔۔۔۔۔"

پہلے اگر تجھے کوئی مسئلہ ہوتا تھا تو سب سے پہلے

میرے پاس آتی تھی۔۔۔۔۔ جب تک تو اپنے دل کی بات

مجھ سے نہ کر لیتی۔۔۔۔۔ چین سے نہ سوتی تھی۔۔۔۔۔"

اماں نے جانچتی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

وہ خاموش نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔



اماں اس کی بات سن کر مسکرا دی۔۔۔۔۔

"تجھے کس نے کہا کہ وہ تجھ سے پیار نہیں کرتا"۔۔۔۔۔

وہ ماں کی طرف حیرانی سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

"وہ تجھ سے پیار کرتا ہے"۔۔۔۔۔ اماں نے بے حد اطمینان سے کہا۔۔۔۔۔

نہیں اماں وہ بہت چالاک آدمی ہے۔۔۔۔۔ اس نے آپ کو چھوٹ بولا ہے۔۔۔۔۔ نور نے روہانسی ہو کر کہا۔۔۔۔۔

"پر مجھے اس نے کچھ نہیں کہا"۔۔۔۔۔ اماں کا اطمینان برقرار تھا۔۔۔۔۔

نور نے الجھن بھری نظروں سے اماں کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ جیسے پوچھنا چاہتی ہو کہ کیا مطلب میں سمجھی نہیں۔۔۔۔۔

اماں اس کی طرف دیکھ کر تھوڑا سا مسکرائی پھر اطمینان سے بولیں۔۔۔۔۔

دیکھ نور اس دنیا میں کوئی بھی انسان ایسا نہیں ہے جو اپنے سے جڑے رشتوں سے پیار نہ کرتا  
ہو۔۔۔

پیار تو انسان کی فطرت میں ہے۔۔۔۔۔ جب ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے اندر کوئی جذبہ  
نہیں ہوتا سوائے پیار کے۔۔۔۔۔

فطرت اس میں پیار ڈال کر بھیجتی ہے۔۔۔۔۔ جس طرح وہ اپنی ماں کی آغوش میں جاتے ہی  
کھکھلا اٹھتا ہے۔۔۔ یہی پیار کا ثبوت ہے۔۔۔۔۔

پھر جیسے جیسے وہ بڑا ہوتا ہے۔۔۔۔۔ وہ اپنے ارد گرد موجود تمام چیزوں سے پیار کرنے لگتا  
ہے۔۔۔۔۔

اس لیے پیار ہر ایک انسان میں ہے۔۔۔۔۔۔۔ اور تو جانتی ہے پیار کی اگلی منزل محبت ہوتی  
ہے۔۔۔۔۔

اور جیسا کہ تو نے کہا کہ وہ تم سے نفرت کرتا ہے۔۔۔۔۔

تو کہیں نہ کہیں محبت تھی تبھی تو اس کی متضاد نفرت آئی۔۔۔۔۔

اب یہ تجھ پر ہے کہ تو اس نفرت کا ماتم منائے گی۔۔۔۔۔ یا اس کے پیچھے پوشیدہ محبت کو تلاش کرے گی۔۔۔۔۔

"مگر اماں وہ انتقام"۔۔۔۔۔ نور کی جیسے ابھی بھی تسلی نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔۔

"اگر تو اس انتقام کی آگ سے خوفزدہ ہے۔۔۔۔۔ تو اس کو اپنی کمزوری کے بجائے اپنی طاقت بنا لے"۔۔۔۔۔ اماں نے کہا۔۔۔۔۔

"مگر وہ کیسے"۔۔۔۔۔ نور نے نا سمجھی سے پوچھا۔۔۔۔۔

"جیسا کہ تم نے کہا کہ وہ تجھے نیچا دکھانا چاہتا ہے۔۔۔۔۔ تو خود کو اس قابل بنا۔۔۔۔۔ کہ لاکھ چاہ کر بھی وہ تجھ میں ایک معمولی سے بھی غلطی نہ تلاش کر سکے"۔۔۔۔۔



اماں سے بات کر کے جیسے اس کے دل سے کوئی بوجھ اتر گیا تھا۔۔۔۔۔

اب وہ مطمئن تھی۔۔۔۔۔ اور یقیناً آج بہت عرصے بعد وہ پرسکون نیند سونے والی تھی۔۔۔۔۔

صبح یونیورسٹی آتے ہی اس سب سے پہلے سر عفان کو اپنی اسائنمنٹ جمع کروائی تھی۔۔۔۔۔

وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کو پچھلی مرتبہ کی طرح سزا ملے۔۔۔۔۔

لیکچر کے بعد وہ اسٹاف روم کی طرف چل دی۔۔۔۔۔ کیوں کہ اسے کچھ سوالوں میں doubt تھا۔۔۔۔۔

وہ اجازت لے کے اندر داخل ہونے ہی والی تھی۔۔۔۔۔ اندر سے آتی آوازوں نے اس کے قدم و ہی روک دیے۔۔۔۔۔

"سر عفان کیا یہ اسائنمنٹ نور کی ہے"۔۔۔۔۔ سکندر بولا۔۔۔۔۔

"جی ہاں ان ہی کی ہے"----- سر عفان نے جواب دیا۔۔۔

"سر کیا آپ نے اس کو اچھی طرح چیک کیا ہے"-----

"کیونکہ یہ مجھے اس قابل نہیں لگی کہ اسے فل مادکس دیے جائیں"----- سکندر نے طنز آمیز لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

اور یہ سنتے ہی نور غصے سے لال ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ کیونکہ صرف وہ ہی جانتی تھی کہ اس نے اس اسائنمنٹ کو بنانے میں اس میں کتنی محنت کی تھی۔۔۔۔۔

اس کے لئے وہاں رکنا محال ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ فوراً وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔۔

اب سچ میں وہ وقت آگیا تھا جب وہ اس انتقام کو اپنی کمزوری نہیں طاقت بناتی۔۔۔۔۔

"یہ میری زندگی ہے اس کو میں اپنے اصولوں کے ساتھ جیوں گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اب میں تمہیں وہ بن کر دکھاؤں گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ تم چاہ کر بھی مجھ میں ایک معمولی سی کمی یا غلطی نہیں ڈھونڈ پاؤ گے۔"

**یقیناً اب کھیل کی بساط پلٹنے والی تھی۔۔۔۔۔**

ایک نئے عزم کے ساتھ وہ کلاس میں داخل ہوئی تھی۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

یونیورسٹی سے واپس آ کر اس نے سب سے پہلا کام جو کیا تھا وہ ٹائم ٹیبل بنانے کا تھا۔۔۔۔۔  
اس نے اپنی نیند کا ٹائم صرف 4 گھنٹے رکھا۔۔۔  
اپنی سب کتابوں کو ترتیب دی جو سب سے کم پڑھتی تھی ان کو الگ کر دیا۔۔۔

یہ سب کر لینے کے بعد کس نے سکندر کو فون کیا۔۔۔۔۔

"کہاں ہو سکندر"۔۔۔۔۔ اس نے چھوٹے ہی پوچھا۔۔۔

"کیوں خیریت آج جو اچانک فون کیا تم نے"۔۔۔۔۔ وہ اس کے اس طرح فون کرنے پر حیران ہوا  
تھا کیونکہ اسے ہمیشہ راشدہ بیگم فون کرتی تھی۔۔۔۔۔

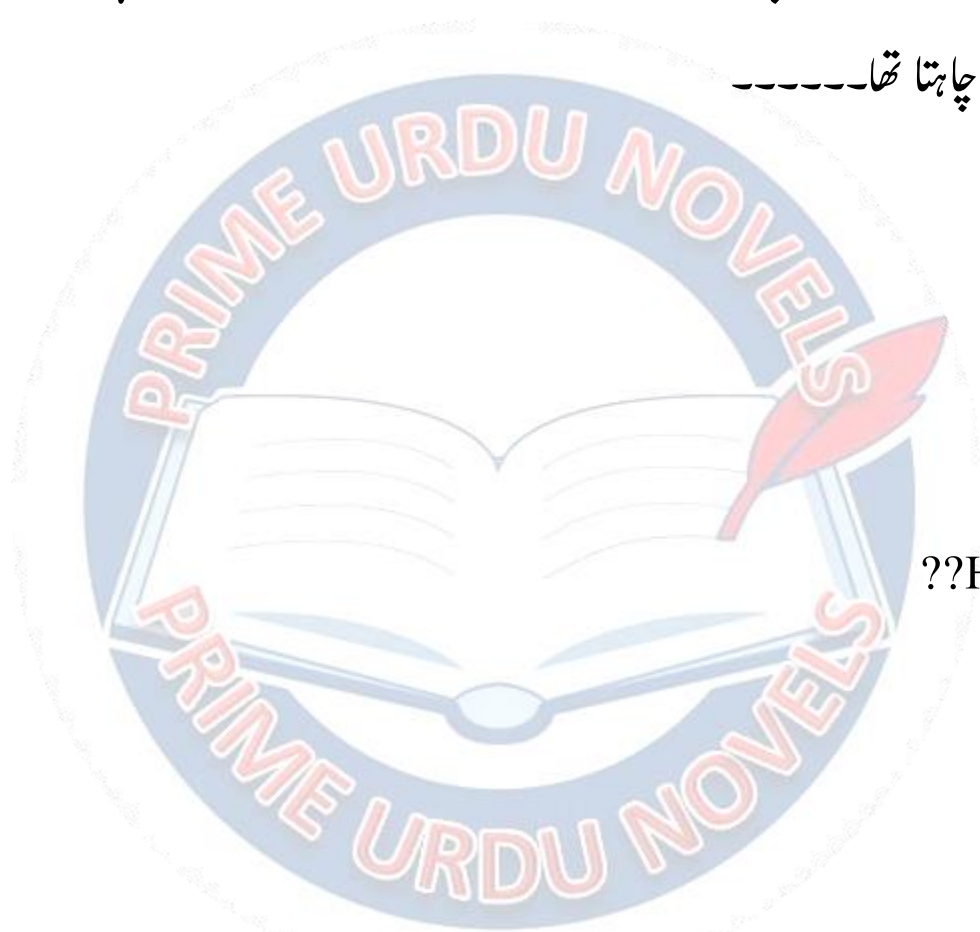
نور نے کبھی اس کو فون نہیں کیا تھا۔۔

"ہاں مجھے پبلک لائبریری جانا ہے۔۔۔ تم لے جاؤ گے یا میں خود چلی جاؤں"۔۔۔ نور نے نہایت  
سنجیدہ لہجے میں کہا۔۔

"ہاں میں لے جاؤں گا مگر ابھی میں تھوڑا مصروف ہوں۔۔۔ یہ بات تو تم صبح بھی کر سکتی تھی"۔۔۔  
سکندر میں تیکھے لہجے میں کہا۔۔

"نہیں سکندر مجھے ابھی جانا ہے"۔۔۔۔۔ نور اپنی بات پر اٹل تھی۔۔۔۔۔

اس کی بات سن کر وہ ایک دم ساکت رہ گیا۔۔۔ اس نے پہلی مرتبہ اس کو سکندر کہہ کر پکارا تھا۔۔۔ ورنہ وہ اس کو صرف سریا سر سکندر کہہ کر پکارتی تھی۔۔۔ آج اس کے لہجے میں کچھ الگ بات تھی۔۔۔ ایسا جو اس کو حیرانی میں ڈال رہا تھا۔۔۔۔۔ جو وہ ہمیشہ اس کے لہجے میں چاہتا تھا۔۔۔۔۔



??How dare you

"یہ تم کس لہجے میں مجھ سے بات کر رہی ہو"۔۔۔ سکندر نے سخت لہجے میں کہا۔۔۔

"مجھے نہیں لگتا میرا لہجہ خراب ہے"۔۔۔ نور کا اطمینان برقرار تھا۔۔۔ "بس مجھے کچھ کتابوں کی اشد ضرورت ہے اگر آپ مصروف ہیں تو میں اماں کے ساتھ چلی جاتی ہوں"۔۔۔



سکندر نے مسکرا کر فون کی سکرین کو دیکھا۔۔۔ "انتظار کرو میں آتا ہوں مگر میرے بغیر جانے کا سوچنا بھی مت انجام سے اچھی طرح واقف ہو"۔۔۔

-----

نور کو اس کا انتظار کرتے ہوئے پورا ایک گھنٹہ ہو چکا تھا۔۔۔ اس دوران وہ ایسے بہت سے سوال تلاش کر چکی تھی۔۔۔۔۔ جو اس کو کلاس میں پوچھنا تھے۔۔۔۔۔

ایک گھنٹے بعد جب وہ آیا تو اماں سے اجازت لینے کے بعد وہ اس کے ساتھ چل دی۔۔۔۔۔  
 "لابیریری جانے کی کیا ضرورت پڑ گئی تمہیں"۔۔۔۔۔ "یونیورسٹی کی لابیریری سے کتابیں نہیں لے  
 سکتی تھی تم"۔۔۔۔۔ سکندر نے کاٹ دار لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

"ہاں لے سکتی تھی وہاں سے بھی مگر وہاں انٹرنیشنل کتابیں نہیں ہوتی"۔۔۔۔۔ نور کا اطمینان برقرار  
 تھا۔۔۔۔۔

اس پر سکندر نے حیرانگی سے دیکھا۔۔۔۔۔ مگر بولا کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔

"جلدی بیٹھو"۔۔۔۔۔ حکم دیا گیا۔۔۔۔۔

اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے وہ فوراً ہی بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ اس کی توقع کے برعکس سکندر نے اس کو  
 کتابیں ڈھونڈنے میں بہت مدد کی۔۔۔۔۔

بلکہ اس کو خود سے مشورہ بھی دے رہا تھا کہ اس کو کس author کی بک لینی چاہئے۔۔۔۔۔

-----

گھر پہنچ کر نور نے مروت میں بھی اس کو اندر آنے کی دعوت نہ دی۔۔۔ مگر سکندر بھی ٹھہٹ بنا  
خود ہی اندر آگیا۔۔۔۔۔

سلام اماں۔۔۔۔۔ راشدہ بیگم کو سلام کرتا وہ وہیں ان کے پاس بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

"وعلیکم السلام بیٹا۔۔۔ کیسے ہو کتنے دنوں بعد چکر لگایا۔۔۔ آج میں تمہیں نہیں جانے دوں گی تم  
کھانا کھا کر جاؤ گے۔۔۔ بلکہ میں تمہاری اماں اور فائزہ کو بھی یہیں بلا لیتی ہو"۔۔۔۔۔

وہ ناک سکوڑتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔۔ باہر سے آتی باتوں کی آوازوں اور اس کے مسکراہٹ  
کو سن کر وہ تلملا کر رہ گئی۔۔۔۔۔

کیسا دوغلا شخص ہے۔۔۔۔۔ اس نے سوچا

بہت دیر بعد اس کے چلے جانے کے خیال سے وہ باہر آئی۔۔۔ تو اس کو وہی باہر کرسی پر بیٹھا دیکھ کر ایک دم چونک گئی۔۔۔۔

اس نے اماں کو تلاش کیا۔۔۔ اماں کہیں پر بھی نہ تھی اس نے کچن میں جا کر دیکھا لیکن وہاں بھی نہ تھی۔۔۔۔

آخر کار مجبوراً اسی سے پوچھنا پڑا۔۔۔۔ "اماں کہاں ہیں سکندر"۔۔۔۔

سکندر نے طنزیہ مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی۔۔۔ جیسے کہہ رہا ہوں دیکھا میری مدد کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتی تم۔۔۔۔

سکندر ایک دم کرسی سے اٹھا۔۔۔ تمہاری اماں وہ تو میری اماں کو کھانے کی دعوت دینے گئی ہیں۔۔۔۔ اور کہتے ہوئے اس کی طرف قدم بڑھائے۔۔۔

وہ مسلسل اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

آہستہ آہستہ چلتا وہ بالکل اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔ قریب بے حد قریب۔۔۔۔۔ اتنا کہ وہ اس کی سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کر سکتی تھی۔۔۔

نور نے حیرانگی سے اس کو دیکھا۔۔۔۔۔ وہ اس کے پرفیوم کی خوشبو کو اپنے اندر اترتا محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔۔

اس کی اس قدر قربت سے وہ ایک دم زروس ہو گئی۔۔۔ اس کی وہ ساری خود اعتمادی جو شام سے اس کے اندر آن بسی تھی ایک دم کہیں ہوا ہو گئی۔۔۔۔۔

وہ ایک دم اس کے قریب ہوا۔۔۔۔۔ نور کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔۔۔

اس کے سانسوں کی گرمی اپنے چہرے پر محسوس کرتی اس نے ایک دم گھبرا کر آنکھیں میچ لی۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد جب حواس قابو ہوئے تو اس نے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔ وہ اس کے سامنے نہیں تھا۔۔۔۔۔ اپنی جگہ پر بیٹھا تھا ویسے ہی کرسی پر جیسا اماں کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

نور کی دل کی دھڑکن ابھی بھی تیز تھی۔۔۔۔۔ یہ سب کیا تھا کوئی حقیقت یا خواب۔۔۔۔۔



نور گھبرا کر جلدی سے اندر کی طرف بھاگنے لگی۔ اچانک ہی اس کا پاؤں میں مڑا اور وہ ایک دم سے پیچھے کی طرف اچھلتی ہوئی کھڑکی سے جا لگی۔۔۔ ایسے جیسے اسے پیچھے سے کسی نے کھینچ لیا ہو۔۔۔۔۔

اس نے مڑ کر دیکھا تو اس کے بالوں کی چوٹی کا ایک سرا کھڑکی کے کنڈے میں ایسے اڑایا گیا تھا کہ جب وہ چلنے لگے تو وہ دھڑام سے پیچھے آنگرے۔۔۔۔۔

وہ ایک دم ہی درد سے کراہ اٹھی۔۔۔ جب اس نے سامنے دیکھا تو سکندر قہقہہ لگا کر ہنس رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ اپنا درد بھول گئی اور اس کی ہنسی میں کھو گئی۔۔۔  
آپ کی ہنسی اس قدر خوبصورت تھی جیسے کوئی کھلتا ہوا گلاب ہو۔۔۔۔۔

وہ کھو گئی تھی اس کی ہنسی میں۔۔۔ ارد گرد سے بے نیاز وہ بھی اس کے ساتھ مل کر ہنسنے لگی۔۔۔  
اتنے میں راشدہ بیگم فرح بیگم اور فائزہ کے ساتھ گھر میں داخل ہوئی۔۔۔ سب ابھی تک صورت حال کو سمجھنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

جب کہ نور بے حد شرمندہ ہو چکی تھی۔۔۔۔ سو وہ جلدی سے کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔۔

-----

اگلی صبح وہ پھر ایک نئے عزم کے ساتھ تیار تھی۔۔۔۔۔ وہ بدل چکی تھی اب اس کو سب کو بتانا تھا۔۔۔

سر مجھے کچھ doubts ہیں.....

نور نے بلند آواز میں کہا۔۔۔۔۔

سکندر نے اس کی طرف دیکھا سر اثبات میں ہلاتے ہوئے مسکرا کر کہا  
جی پوچھئے۔۔۔۔۔

اور پھر نور کا بدلے انداز کو ساری کلاس نے محسوس کیا۔۔۔۔۔

نور نے سکندر کی آنکھوں میں دیکھا وہاں ایک الگ تاثر تھا۔۔۔۔۔ وہ اس کو کوئی نام نہ دے سکی۔۔۔

کیا وہ جلن تھی۔۔۔ جو بھی تھا کچھ الگ تھا۔۔۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے تاثرات کو سمجھنے سے قاصر تھے۔۔۔۔۔

وہ بدل گئی تھی یا پھر یہ سکندر کا وہم تھا۔۔۔ وہ پورے ایک ہفتے سے اس کو نوٹ کر رہا تھا۔۔۔۔۔  
اس کا ہر انداز الگ تھا چاہے وہ پڑھائی ہو یا پھر۔۔۔۔۔

ہاں سکندر کو اس کی آنکھوں میں کچھ الگ سی چمک نظر آتی تھی۔۔۔۔۔ وہ یہ تو نہیں سمجھ پایا تھا کہ یہ سب اس کا وہم ہے یا حقیقت۔۔۔۔۔ مگر تبدیلی وہ پہچان گیا تھا۔۔۔۔۔

سر علی کیا آپ نے مس نور میں تبدیلی محسوس کی۔۔۔۔۔ وہ کافی زیادہ improve کر گئی ہیں.....

بے شک وہ پہلے بھی بہت زیادہ ذہین اور اچھی طالبہ تھی۔۔۔۔ مگر مڈ ٹرم کے بعد سے وہ بہت زیادہ  
سنجیدہ ہو گئی ہیں۔۔۔۔

سر عفان کی بات پر سکندر نے ان کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

تو یہ اس کا وہم نہیں تھا۔۔۔۔۔ بلکہ سب سچ تھا اس کو یقین ہو گیا تھا مگر وہ اس تبدیلی کی وجہ سمجھ  
نہ پایا تھا۔۔۔۔۔

"اے لڑکی سنو"۔۔۔۔۔ سکندر نے نور کو کہا۔۔۔۔۔  
ایک ہفتے کے لیے میں نے یونیورسٹی سے لیو لی ہے۔۔۔۔۔ مجھے کسی کام سے اسلام آباد جانا ہے۔۔۔۔۔

اس لیے اب تم صبح خود ہی یونیورسٹی چلی جایا کرنا۔۔۔۔۔

تمہیں بس پر جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔ میں نے ایک رکشے والے سے بات کر لی ہے۔۔۔۔ تم اور اماں صبح اسی کے ساتھ جانا تمہیں یونیورسٹی چھوڑ کر وہ اماں کو واپس گھر چھوڑ دے گا۔۔۔۔۔

نور کا دل ایک دم اداس ہو گیا تھا۔۔۔۔ جانے کیوں اس بات کو سمجھنے سے تو خود بھی قاصر تھی۔۔۔۔۔

وہ کتنی دیر اس کے جواب کا انتظار کرتا رہا مگر وہ خاموش رہی۔۔۔۔ نور نے خود کو دلاسہ دیا کہ شاید وہ اس کی عادی ہو گئی ہے اس لیے مایوس ہو رہی ہے۔۔۔۔۔

"اے لڑکی تم کہاں گم ہو تم نے میری بات سنی یا نہیں"۔۔۔۔۔ کافی دیر بعد سکندر نے اسے دوبارہ پکارا۔۔۔۔۔

"ہاں ٹھیک ہے"۔۔۔۔۔ نور نے مایوسی بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

"اور تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے جو اتنا مختصر جواب دیا ہے۔۔۔۔۔ بتاؤ جلدی تو پھر میں تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ"۔۔۔۔۔



اس کی بات سن کر وہ تلملا کر رہ گئی۔۔۔۔۔  
بھاڑ میں جائے میں کیوں اداس ہو رہی ہوں یہ بہت بد تمیز انسان ہے۔۔۔۔۔ نور نے چڑ کر  
سوچا۔۔۔۔۔

اگلے دن اس کا یونیورسٹی میں بالکل بھی دل نہیں لگ رہا تھا۔۔۔۔۔ مہر بھی کئی مرتبہ اس کو cheer  
up کرنے کی کوشش کر چکی تھی.....

نور تم کو ایک بات بتاؤں۔۔۔۔۔ مہر نے تھوڑا مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔  
نور نے بے زار سے لہجے میں جواب دیا۔۔۔۔۔  
"کل پتہ ہے میرے بابا کے ایک بہت اچھے دوست ہمارے گھر آئے تھے۔۔۔۔۔ ان کے ساتھ ان  
کا بیٹا بھی تھا۔۔۔۔۔ جانتی ہو وہ کون تھا۔۔۔۔۔"

نور اب اس کی طرف متوجہ ہو گئی تھی لیکن بولی ابھی بھی کچھ نہ تھی۔۔۔۔۔

نور نے اس کی طرف گھور کر دیکھا جیسے کہہ رہی ہو اب بول بھی چکو مسئلہ کیا ہے آخر-----

وہ دراصل وہ----- مہر اب ہلکا ہلکا شرما بھی رہے تھی۔۔۔

مہر تم بتا رہی ہو کہ نہیں۔۔۔

اچھا اچھا بتا رہی ہوں بگڑتے تیوروں کی رانی۔۔۔۔  
مہر نے صلح جو انداز میں کہا۔۔۔۔ اصل میں وہ سر عفان تھے۔۔۔۔

کیا۔۔۔۔۔ نور نے ایک دم اچھل کر کہا۔۔۔۔۔  
وہ پر جوش ہو گئی تھی۔۔۔۔۔  
بتاؤ آگے کیا ہوا انکل کیا بات کرنے آئے تھے۔۔۔۔۔

بس دماغ کے گھوڑے مت دوڑاؤ لڑکی۔۔۔۔۔ وہ بس نور مل بابا سے ملنے آئے تھے۔۔۔۔۔ ایسی کوئی  
بات نہیں۔۔۔۔۔ مہر نے بیچاری شکل بنا کر کہا۔۔۔۔۔

مہر کی پچی تو اتنا شرما کیوں رہی تھی۔۔۔۔۔ نور نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔۔

وہ تو میں اس لیے شرما رہی تھی کہ اگر ابھی کوئی بات نہیں ہے تو شاید آگے تو ہو سکتی ہے نہ۔۔۔۔۔  
مہر نے ایک مرتبہ پھر شرما کر کہا۔۔۔۔۔

ایک تم اور ایک تمہارے خیالی پلاؤ۔۔۔۔۔ چلو اب اٹھو یہاں سے کلاس کا وقت ہونے والا ہے۔۔۔۔۔

گھر آکر وہ کتنی دیر کتابیں لے کر بیٹھی رہی۔۔۔۔۔ بار بار اس کے ذہن میں سکندر کے غصیلے جملے  
گوںج رہے تھے۔۔۔۔۔  
پتا نہیں خود کو سمجھتا کیا ہے دیکھنا سکندر میں بھی تمہیں دیکھا کے رہوں گی کہ نور حیات کسی سے کم  
نہیں۔۔۔۔۔

نور کو اس بات کا اندازہ ہی نہ ہوا کہ وہ اس کے پاس نہ ہو کر بھی ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے

اگلی صبح وہ پھر سے بے دلی سے تیار ہو رہی تھی کہ جب اس کو باہر سے سکندر کی موٹر بائیک کا ہارن سنائی دیا۔۔ اس کے اندر ایک دم جوش سا بھر گیا  
ایک دم دوڑتی ہوئی باہر کی طرف لپکی۔۔۔ اور دروازے سے اندر آتے ہوئے سکندر سے بری طرح ٹکرائی۔۔

اندھے ہو کیا آنکھیں نہیں ہے تمہارے پاس یہ کیسے کسی دوسرے کے گھر میں گھس کر چلے آ رہے  
ہو۔۔۔۔۔

لہجہ ویسا ہی تھا تیکھا لیکن آنکھوں کی چمک وہ الگ تھی۔۔۔

سکندر کو اس کے اس انداز پر ہنسی آگئی۔۔۔ مجھے کوئی شوق نہیں ہے کسی دوسرے کے گھر میں  
گھس کر آنے کا۔۔۔۔۔ تو بس اسی لیے آیا کہ اماں سے سلام کر لوں اور یہ دیکھ لوں کہ تم تیار بھی  
ہو کہ نہیں۔۔۔۔۔ سکندر نے اپنے ویسے ہی ازلی لا پرواہی والے انداز میں کہا۔۔۔

بات سن کر سر پٹختی ہوئی اندر کمرے میں چلی گئی۔۔۔

آج اس کو اس بات سے بہت الجھن ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ آخر کیوں آج اس کا دل خوشی اور تمنائت سے بھرا ہوا ہے۔۔۔۔۔ بلکہ اس کو تو الجھن اور چڑھ ہونا چاہیے تھی۔۔۔۔۔

وہ لوٹ آیا تھا اپنے اسی سٹریل اور بد مزاج رویے کے ساتھ۔۔۔۔۔ وہی جلے کٹے طنز اور باتیں۔۔۔۔۔ مگر نور کے چہرے پر خود بخود مسکراہٹ پھیل رہی تھی۔۔۔۔۔

آج اس کے پیچھے بانک پر بیٹھ کر اسے عجیب سے تحفظ کا احساس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ آج بھی ویسے ہی بانک چلا نہیں اڑا رہا تھا۔۔۔۔۔ نور نے بہت اعتماد کے ساتھ اس کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔

سکندر ایک دم چونک گیا۔۔۔۔۔ اس کی چلتی زبان کو بریک لگ گئی۔۔۔۔۔



"اے لڑکی تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ مجھے پہلے ہی تمہاری طبیعت خراب لگ رہی تھی  
 ۔۔۔۔۔ لگتا ہے تمہاری طبیعت اور تمہارا دماغ دونوں ہی سیٹ کرنا پڑیں گے"۔۔۔۔۔ سکندر بد مزہ  
 ہو کر بولا۔۔۔۔۔

نہیں آپ بانیگ بہت تیز چلا رہے ہیں اس لیے۔۔۔۔۔ مجھے یہ ڈر تھا کہ کہیں گر نہ جاؤں۔۔۔۔۔ نور  
 نے اپنی عادت کے برخلاف اطمینان سے جواب دیا۔۔۔۔۔ مگر ہاتھ نہیں ہٹایا۔۔۔۔۔

"آپ سے ایک بات پوچھوں"۔۔۔۔۔ نور نے کہا۔۔۔۔۔

ہاں پوچھو۔۔۔۔۔ سکندر بولا۔۔۔۔۔

"آپ مجھے اے لڑکی کہہ کر کیوں مخاطب کرتے ہیں۔۔۔۔۔ آپ مجھے نور کیوں نہیں  
 کہتے"۔۔۔۔۔ نور کا لہجہ بہت ہی زیادہ نرم تھا۔۔۔۔۔

سکندر کافی دیر تک خاموش رہا۔۔۔۔۔ پھر کافی بے زار کن لہجے میں بولا  
 "میں تمہیں کوئی بھی جواب دینے کا پابند نہیں ہوں"۔۔۔۔۔

سکندر نے ایک غصے بھری نظر اس پر ڈالی اور بولا۔۔۔۔۔

نہیں سکندر کچھ تو ہے جو تم چھپا رہے ہو۔۔۔۔۔ تم کہتے ہو کہ میری اتنی حیثیت نہیں۔۔۔۔۔ مگر تمہاری آنکھیں تو کچھ اور ہی کہتی ہیں۔۔۔۔۔

**Whatsapp : 03335586927**

اس کو بتا کر خود کو پستی میں گرانا نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔ اس کو پتہ تھا وہ محبت کرنے کی غلطی کر بیٹھی ہے۔۔۔۔ مگر اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ اس کو اپنی طاقت بنائیں کی۔۔۔ اس انسان کو بھنک تک نہیں پڑنے دی گئی کہ اس کے بارے میں کیا سوچتی ہے۔۔۔۔

کیونکہ وہ جانتی تھی محبت تو اس نے کی ہے۔۔۔۔ وہ تو اس سے ہمیشہ کی طرح نفرت کرتا ہے۔۔۔۔ اور اس کے سامنے اپنی محبت کا اقرار کر کے اس کو کچھ حاصل نہ ہونا تھا۔۔۔ سوائے دکھ اور اپنی ذات کی تذلیل کے۔۔۔۔

کسی سے محبت کرنا اپنے بس میں نہیں لیکن اس کو دل کے کسی کونے میں چھپا کر رکھنا انسان کے اپنے بس میں ہوتا ہے۔۔۔۔

"ہاں سکندر مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے لیکن یہ بات میں تمہیں خود سے مرتے دم تک نہیں بتاؤ گی۔۔۔ پہلے ہی نفرت میں اندھے ہو کر نہ جانے کیا کچھ کر چکے ہو۔۔۔ اگر تمہیں میرے دل کے راز کا پتہ چل گیا تو تم اسے بھی اپنے انتقام کا حصہ بنا لو گے"۔۔۔۔۔۔

"یہ میرا تم سے وعدہ ہے سکندر اگر میں حق بجانب ہو تو تم خود مجھ سے کہو گے کہ نور حیات تم میری حیات کا مقصد ہو"۔۔۔۔۔۔۔۔

دیکھتے ہی دیکھتے سال کیسے گزر گیا۔۔۔۔۔ اس ایک سال میں کتنا کچھ بدل چکا ہے۔۔۔۔۔ وہ کافی بدل گئی ہے جیسا میں نے چاہا تھا۔۔۔۔۔ مگر ابھی بھی پوری طرح نہیں بدلی۔۔۔۔۔ یہ ایک سال تو ایسے گزرا جیسے کوئی فلم چل رہی ہو۔۔۔۔۔

اور میں اور نور اس کے کردار۔۔۔۔۔ ارے آپ لوگ تو بہت کنفیوز دکھائی دے رہے ہیں۔۔۔۔۔ چلیں میں آپ کی کنفیوژن دور کر دیتا ہوں۔۔۔۔۔

اس کیلئے آپ کو میرے ساتھ ایک سال پیچھے جانا ہوگا۔۔۔۔۔ ویسے میرے نام سے تو آپ لوگ واقف ہیں۔۔۔۔۔ ایک مرتبہ پھر میں اپنا تعارف خود ہی کروا دیتا ہوں

میرا نام سکندر ہے۔۔۔۔۔ سر سکندر عرف کھڑوس، بدتمیز، جاہل، لعنتی۔۔۔۔۔ نہیں نہیں یہ میں خود کو نہیں کہتا۔۔۔۔۔ ناہی میرے محلے میں اس قدر بے عزتی کی جاتی ہے۔۔۔۔۔





اچھا اب گھورو تو مت مان لیا میں ہی تھا۔۔۔۔۔ مگر اس کے پیچھے بہت بڑی وجہ ہے۔۔۔۔۔ اسی لیے تم لوگوں سے کہہ رہا ہوں چلو میرے ساتھ ایک سال پیچھے چلتے ہیں۔۔۔۔۔ اور شروع کرتے ہیں وہ کہانی جس سے وہ نادان لڑکی اب تک ناواقف ہے۔۔۔۔۔

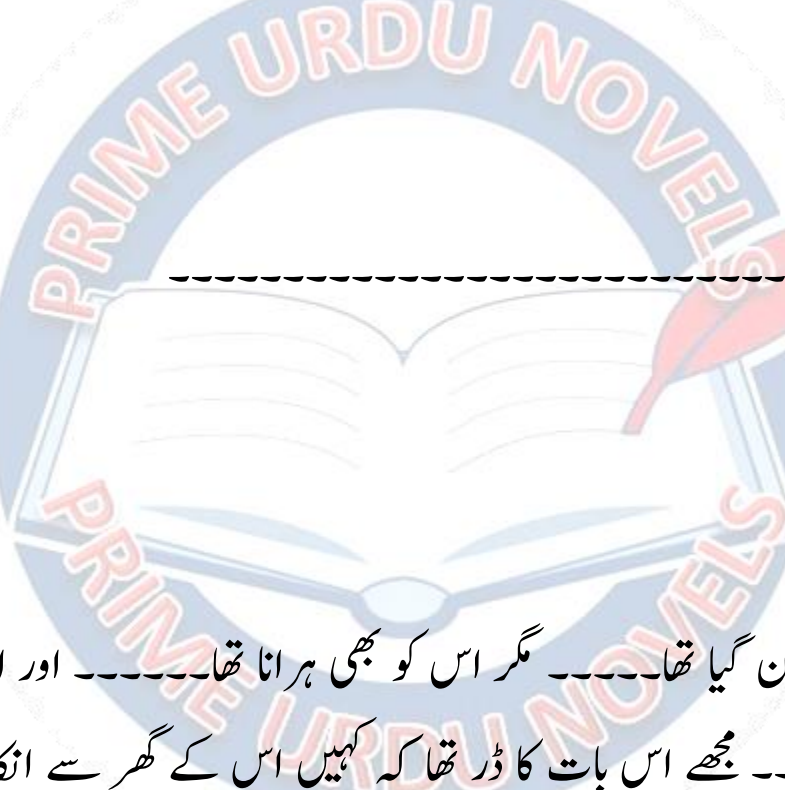
میں سکندر جو کہ اپنی تین بہنوں کا اکلوتا بھائی تھا ہمیشہ لاڈ میں پالا گیا۔۔۔۔۔ مگر ابا کی وفات کے بعد اماں کو دن رات کام کرتے دیکھا۔۔۔۔۔ میرے اندر کا بچہ کہیں اندر ہی دب گیا۔۔۔۔۔

میں نے خود کو ایک خول میں سمیٹ لیا۔۔۔۔۔ فائزہ کی شادی کے بعد جب میں یونیورسٹی گیا۔۔۔۔۔ تو وہاں ایک نام اس قدر گردش کر رہا تھا کہ مجھے اس پر حیرت محسوس ہونے لگی۔۔۔۔۔ نور حیات۔۔۔۔۔ ہر ایک کی زبان پر اس کا نام تھا۔۔۔۔۔

اس سے ملنے کا اشتیاق اس قدر بڑھتا جا رہا تھا کہ اس کی تلاش میں نگاہ کلاس میں تو روزانہ دوڑاتا۔۔۔۔۔ مگر وہ کہیں دکھائی نہ دیتی۔۔۔۔۔ مجھے پتا چلا کہ اس کو سر عفاں ان نے اسے پنشنٹ دی تھی۔۔۔۔۔

خدا خدا کر کے وہ انتظار ختم ہوا مگر میرے لئے کچھ اچھا ثابت نہ ہوا۔۔۔۔۔ اس دشمن جان نے تو میری برسوں کی عزت کو ایک ہی منٹ میں خاک میں ملا دیا۔۔۔۔۔

اس زنائے دار تھپڑ پر تو میں ایک پل کے لیے ساکت رہ گیا۔۔۔ اس لئے بھی کہ مجھے بھری کلاس کے سامنے تھپڑ پڑا تھا۔۔۔۔۔ حیرت کی اصل وجہ یہ تھی کہ وہ دہلی پتلی نظر آتی لڑکی جو ہوا سے بھی اٹھ جائے اس میں اتنا زور کہاں سے آیا۔۔۔۔۔

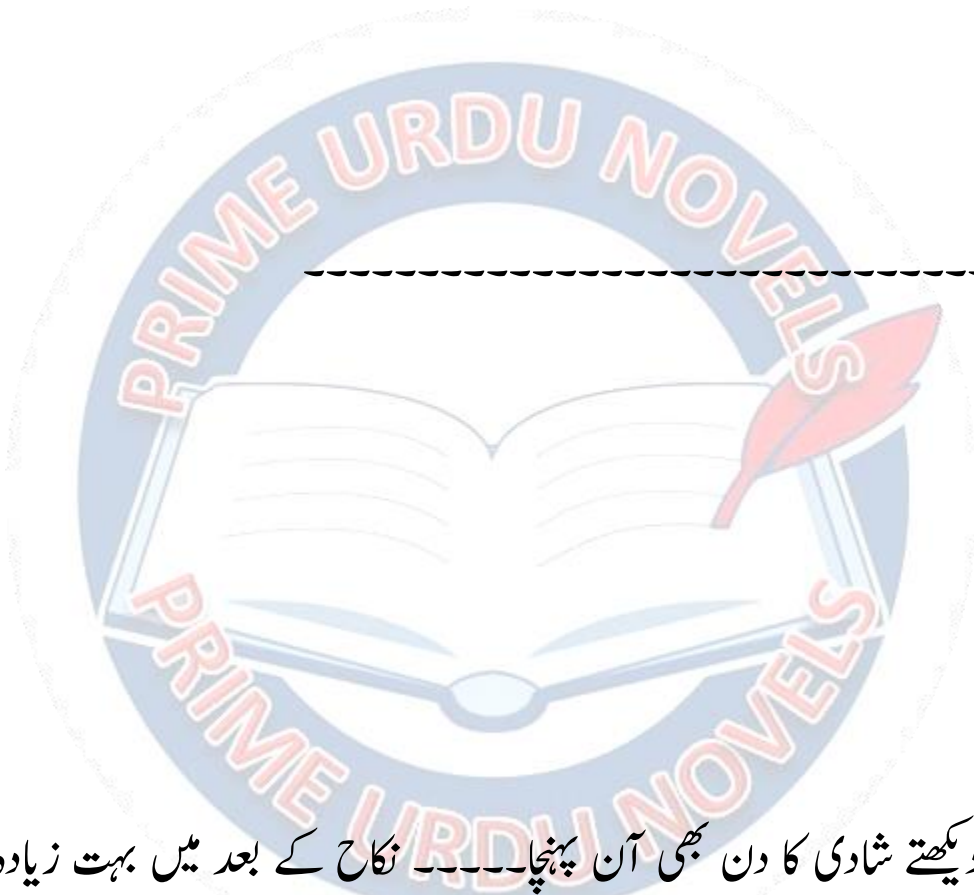


اسی دن گیا تھا۔۔۔۔۔ مگر اس کو بھی ہرانا تھا۔۔۔۔۔ اور اس لیے

جا۔۔۔۔۔ مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ کہیں اس کے گھر سے انکار نہ آ

ہار تو میں اس سے اسی دن گیا تھا۔۔۔۔۔ مگر اس کو بھی ہرانا تھا۔۔۔۔۔ اور اس لیے میں نے ماں کو اس کے گھر بھیجا۔۔۔۔۔ مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ کہیں اس کے گھر سے انکار نہ آئے۔۔۔۔۔

مگر اس پگی کی اماں تو میری اماں سے بھی زیادہ معصوم تھی۔۔۔۔۔ ان کو جب معلوم ہوا کہ میں ایک پروفیسر ہوں اور اچھی پوسٹ پر ہوں۔۔۔۔۔ تو ہر ماں کی طرح انہوں نے بھی اپنی بیٹی کے اچھے مستقبل کو دیکھتے ہوئے فوراً ہاں کر دی۔۔۔۔۔



اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے شادی کا دن بھی آن پہنچا۔۔۔۔۔ نکاح کے بعد میں بہت زیادہ خوش تھا۔۔۔۔۔ جب میں نے راشدہ اماں سے اس ملنے کی بات کی تو تھوڑا ہچکچائیں مگر پھر مجھے اجازت دے دی۔۔۔۔۔

اس دن میں نے نور کی آنکھوں میں ایک عجیب سا تاثر دیکھا۔۔۔۔۔۔ وہ بہت زہین تھی مگر اس دن اس کی آنکھوں میں زہانت نہیں۔۔۔ ڈر اور شرمندگی کا ایسا ملا جلا تاثر تھا۔۔۔۔۔

اتنا تو مجھے معلوم تھا کہ وہ اپنی حرکت پر شرمندہ ہوں گی مگر وہ ویرانی جیسے وہ پوری دنیا سے خوفزدہ ہو۔۔۔۔۔۔

اس کو واپس ویسا ہی بنانے کے لیے میرے پاس دو راستے تھے۔۔۔۔۔۔ یاں تو میں بالکل خاموشی اختیار کر کے پانچ سال کے لیے اس سے دور ہوتا۔۔۔۔۔۔ یاں پھر اس کو ایسا محسوس کرواتا کہ میں اس کے انتقام لے رہا ہوں۔۔۔۔۔۔

خاموشی اختیار کر کے دور ہو جانا میرے بس میں نہیں تھا۔۔۔۔۔۔ تو میں نے انتقام والا راستہ چنا۔۔۔۔۔۔



اس نے بے حد آسانی سے میرا یقین کر لیا۔۔۔۔۔ میرا کام بہت زیادہ آسان ہو گیا۔۔۔۔۔

-----

اور اس کو یونیورسٹی سے تھوڑا پیچھے اتارنے کا مقصد یہ تھا۔۔۔۔۔ میں نہیں چاہتا تھا یونیورسٹی میں کسی کو بھی ہمارے نکاح کا معلوم ہو۔۔۔۔۔ اس طرح ہم بہت سے لوگوں کے لیے گوسپز کا موضوع بن جاتے۔۔۔۔۔

پھر میں نے اس بات کو محسوس کرنا شروع کیا کہ وہ باقی تمام مضامین میں اچھی طرح کی پڑھائی کر پا رہی تھی۔۔۔۔۔ میرے سبجیکٹ میں اسکے پروگریس بہت زیادہ بری تھی۔۔۔۔۔

بیوی بعد میں لیکن وہ میری سٹوڈنٹ پہلے تھی۔۔۔۔۔ اس لئے اگر وہ غلطی کرتی تو میرا اس کو ڈانٹنا لازم تھا۔۔۔۔۔ یہ سب کسی غصے کے لئے نہیں مگر اس کی بھلائی کے لئے تھا۔۔۔۔۔

میری اب یہی خواہش ہے پانچ سال بعد میں اس کو گولڈ میڈلسٹ بنتا دیکھوں۔۔۔۔۔

امید ہے آپ کے سارے شکوے دور ہو چکے ہوں گے مجھ سے۔۔۔۔۔

کیا کہا ابھی نہیں ہوئے۔۔۔۔۔ ارے اب کیا رہ گیا ایسا جس کی وضاحت میں نہیں دے  
سکا۔۔۔۔۔

اچھا گھوروں تو مت یاد کرنے دو۔۔۔۔۔

(اے لڑکی اپنی حد میں رہو ایسی چیپ حرقش کر کی تمہیں کیا لگتا ہے تم پاس ہو جاو گی۔۔۔۔۔)

کیا یہ میں نے کہا تھا۔۔۔۔ یہ تم لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔۔۔

اف اب گھرو مت----- تم لوگ تو بہت جلدی غصے میں آ جاتے ہو-----  
 سمجھا کرو میں بھی ایک انسان ہوں----- میرے بھی کچھ جذبات اور احساسات ہیں----- اگر اس  
 وقت میں اس کو نہ ڈانٹتا تو یقیناً خود پر ضبط نہ کر پاتا----- شاید میں اس کو بتا دیتا کہ وہ میرے  
 لئے کیا اہمیت رکھتی ہے----- اس وقت اس کی قربت کی شدت مجھ پر حاوی ہونے لگی  
 تھی----- جس کا حصار توڑنا بہت زیادہ ضروری تھا-----

ارے جانے سے پہلے ایک بات سنتے جاؤ----- اب تم لوگ میرے رازدار ہو----- اس نک چڑی  
 کو مت بتانا جو میں نے تم لوگوں کو بتایا-----

آج کی صبح اس کے لئے بہت زیادہ خوشگوار تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس نے توقع کے عین مطابق دوسرے سمسٹر میں بھی اپنے ڈیپارٹمنٹ میں ٹاپ کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ وہ کسی بھی طرح کم نہیں ہے اگر وہ سکندر یہ سمجھتا تھا کہ وہ اس کو ہر ادے گا تو آج وہ جیت گئی تھی۔۔۔۔۔

آج جب وہ نیورسٹی آئی تو مھر بھی بہت زیادہ خوش تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور نور کو اس کی خوشی کی وجہ معلوم تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جب بھی سر عفان کے والدین ان کے گھر سے ہو کر جاتے تو ایسے ہی خوش ہوا کرتی تھی۔۔۔۔۔

حلانکہ وہ جانتی تھی کہ وہ صرف اس کے بابا کے فیملی فرینڈ ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر اس بے وقوف کی مسکراہٹ ایسی ہوتی کہ جیسے وہ کل ہی اس کا رشتہ مانگ کر گئے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دن گزرتے جا رہے تھے اور ان گزرتے دنوں کے ساتھ سکندر نے اس پر غصہ کرنا بھی کم کر دیا تھا۔۔۔۔۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اپنے آپ کو ہارا تصور کر چکا ہے اور وہ اس کی جیت پر بالکل خوش نہیں۔۔۔۔۔

اس کو اس بات سے خوشی بھی ہوتی تھی اور دکھ بھی سکندر سے محبت اس کے اختیار میں نہ تھی۔۔۔ جو دن گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔

نور کو یقین تھا کہ جس طرح اس کی محبت میں اضافہ ہو رہا ہے ویسے ہی دن با دن سکندر کی نفرت میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔۔۔۔۔





لگتا ہے تمہیں آنکھوں کے ڈاکٹر کے پاس لے جانا پڑے گا اپنی آنکھوں کا زاویہ بدلو فوراً۔۔۔۔۔

سکندر کی بات سن کر بھی وہ ڈھیٹ بنی مسکراتی اس کو گھورتی رہی۔۔۔۔۔ یہ تو نور کے روز کا معمول تھا۔۔۔۔۔

سکندر کو بھی اس کی عادت ہوئی چلی تھی اس لیے اب وہ سے کم ہی بحث کیا کرتا تھا۔۔۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ پتھر میں سر پھوڑنے کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔۔۔ سو خود ہی بول کر خاموش ہو گیا۔۔۔۔۔

نور نے بدستور اپنا مشغلہ جاری رکھا۔۔۔۔۔

"سر سکندر کیا میں آپ سے ایک بات پوچھوں" وہ لوگ اسٹاف روم میں موجود تھے جب اچانک سے عفان نے سکندر کو مخاطب کیا۔۔۔۔۔

"جی پوچھیں۔۔۔۔۔" سکندر نے جواب دیا

"نہیں یہاں نہیں اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہم یہ بات آپ کے آفس میں چل کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔" عفان نے کچھ جھجکتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

سکندر کچھ پل حیران ہوا مگر پھر اثبات میں سر ہلاتے اپنے آفس کی جانب چل دیا۔۔۔۔۔

"جی فرمائے کیا بات ہے"۔۔۔۔۔ آفس پہنچ کر سکندر نے سر عفان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"وہ دراصل مجھے آپ سے یہ پوچھنا تھا کہ"۔۔۔۔۔  
عفان نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔۔۔ جیسے یہ سوچ رہے ہو کیا یہ بات کرنی مناسب ہے یا نہیں۔۔۔۔۔

"وہ میں یہ جاننا چاہ رہا تھا کہ"۔۔۔۔۔  
سکندر نے اب جنجھلا کر عفان کی طرف دیکھا۔۔۔  
کیا بات ہے عفان کھل کر کہو۔۔۔۔۔

"میں پوچھنا چاہ رہا تھا کہ مس نور حیات اور تمہارا"۔۔۔۔۔  
عفان نے ایک مرتبہ پھر بات ادھوری چھوڑی۔۔۔۔۔

اب کی بار سکندر نے تیوری چڑھا کر اس کو دیکھا۔۔۔۔۔

پوری بات کرو عفان اس طرح بات کرنے کا کیا مقصد ہے۔۔۔۔۔ سکندر نے ترش لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

بات یہ ہے کہ سکندر کے مجھے اصل میں مس نور حیات کی ایک مدد چاہیے۔۔۔۔۔ لیکن مجھے ان سے خود بات کرنا مناسب نہیں لگا۔۔۔۔۔ ہاں جہاں تک بات ہے تم سے پوچھنے کا تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ۔۔۔۔۔ تم جیسا دکھاتے ہو کہ تم دونوں صرف سٹوڈنٹ اور ٹیچر ہو مجھے ایسا نہیں لگتا

مجھے لگتا ہے کہ تم لوگوں کا رشتہ سٹوڈنٹ ٹیچر سے بڑھ کر کچھ ہے۔۔۔۔۔ میں نے اکثر چھٹی کے بعد مس نور کو تمہارے ساتھ بانیک پر جاتے دیکھا ہے۔۔۔۔۔



میں تمہیں غلط نہیں کہہ رہا بس مجھے اپنا ایک کام ہے اسی لیے میں تم سے بات کرنے پر مجبور  
ہوں۔۔۔۔۔

عفان کی بات پر سکندر کے کندھے ڈھیلے پڑے۔۔۔۔۔ صحیح سمجھا میرا اور اس کا رشتہ صرف سٹوڈنٹ  
اور ٹیچر کا نہیں بلکہ میاں بیوی کا رشتہ ہے۔۔۔۔۔

میں یہ تو نہیں پوچھوں گا کہ تم نے ہم پر نظر کب سے رکھی ہے مگر اب تمہارا جو بھی کام ہے مجھے  
تفصیل سے بتاؤ۔۔۔۔۔

خدا کا خوف کرو سکندر میں تم پر نظر کیوں رکھوں گا آخر۔۔۔۔۔ بس میں نے ایک دو مرتبہ تمہیں  
دیکھ لیا ورنہ میرا تم پر نظر رکھنے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔۔۔۔۔

عفان کی اس بات پر سکندر مسکرا دیا۔۔۔۔۔

جیسے ہی عفان نے سکندر کو اپنا مسئلہ بیان کیا تو اس کی آنکھیں حیرت سے کھلی رہ گئیں۔۔۔۔۔

میں اس بات کی کوئی گارنٹی تو نہیں دے سکتا عفان مگر میں کوشش ضرور کروں گا۔۔۔۔۔

سکندر نے مسکرا کر عفان کو جواب دیا۔۔۔۔۔

یقیناً عفان نے کوئی ایسی بات کی تھی جس سے سکندر کو عفان اور خود میں مشابہت نظر آئی۔۔۔۔۔ وہ دونوں یقیناً ایک ہی کشتی کے مسافر تھے۔۔۔۔۔ اور ان کی گہری دوستی کا آغاز یہی ہوا تھا۔۔۔۔۔

"اے لڑکی ایک بات تو بتاؤ"۔۔۔۔۔ واپسی پر بایک پر بیٹھے سکندر نے نور سے کہا۔۔۔۔۔

نور نے چونک کر اس کی طرف دیکھا وہ بہت کم ہی اس سے مخاطب ہوا کرتا تھا

"کیا بات ہے"۔۔۔۔۔ نور نے بھی جلے ہوئے لہجے میں پوچھا۔۔۔۔۔ تمہاری دوست ہیں نہ کیا نام ہے اس کا جو ہر وقت تمہارے ساتھ رہتی ہے۔۔۔۔۔ یاد آیا مہر۔۔۔۔۔

"کیسی لڑکی ہے وہ مطلب اس کی پسند ناپسند اس کی عادات کے بارے میں تم مجھے کچھ بتا سکتی ہو۔۔۔۔۔ سکندر نے بے حد اطمینان بھرے لہجے میں پوچھا۔۔۔۔۔

اس کے بات سن کر نور کی دونوں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔۔۔۔۔ نا جانے کیوں مگر سکندر کا مہر کے بارے میں پوچھنا اسے بالکل بھی اچھا نہیں لگا

آپ کیوں پوچھ رہے ہیں اس کے بارے میں۔۔۔۔

ویسے ہی میں نے سوچا باتیں کرتے سفر اچھا گزر جائے گا۔۔۔ سکندر نے اطمینان بخش جواب دیا جس نے نور کو آگ ہی لگا دی۔۔۔۔

"اچھا چھوڑو یہ بتاؤ اس کا میرے بارے میں کیا خیال ہے۔۔۔ میرا مطلب ہے ٹیچرز کے بارے میں تم لڑکیاں تو بہت گوسپنز کرتی ہو نا تو بتاؤ اس کا میرے بارے میں اور باقی ٹیچرز مطلب عفان کے بارے میں کیا خیال ہے"۔۔۔۔

اوہ سر عفان کے بارے میں تو اس کے خیالات بہت اچھے ہیں۔۔۔ اس کے فیورٹ پروفیسر سر عفان ہیں اور ہاں وہ ان کے متعلق ہمیشہ باتیں کرتی ہیں اور تمہیں ایک بات بتاتی چلوں کہ اس کے فادر اور سر عفان کے فادر آپس میں فیملی فرینڈ بھی ہیں

مجھے نہیں لگتا کہ تمہاری دال گلنے والی ہے۔۔۔ نور نے بہت غصہ بھرے لہجے میں کہا

اس کی بات پر سکندر مسکرا دیا۔۔۔ "گریٹ"۔۔۔ اس کی اتنی لمبی بات کے جواب میں صرف سکندر نے ایک لفظی جواب دیا۔۔۔۔۔

اگلے دن سکندر اور عفان کی ایک لمبی بات چیت کے بعد اب اس کے چہرے پر ایک نہایت دلکش مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔

نور کو دال میں کچھ کالا لگ رہا تھا مگر احتیاط کے طور پر اب جو کام اس نے کرنا تھا وہ یہ تھا کہ سکندر اور مہر کا آئنا سامنا سب سے کم ہو۔۔۔۔۔

یہ فریضہ اس باخوبی نبھایا کہ اب وہ جاسوس بھی بن چکی تھی۔۔۔۔۔ پورے پانچ سال اس نے اپنی پڑھائی پر جتنی توجہ دی اتنی ہی اس نے جاسوس بننے پر دی تھی۔۔۔۔۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے یونیورسٹی کی ہر لڑکی پر نظر رکھنا شروع کر دی تھی

اسکی قہر آلود نظر لڑکیوں کو یہ بتانے کے لیے کافی تھی کہ ان کو سکندر سے دور رہنا ہے۔۔۔۔۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ پانچ سال پر لگاتے اڑ گئے۔۔۔۔۔



اب یونیورسٹی کو الوداع کہنے کا وقت آگیا تھا اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ انجام کیا ہونے والا ہے۔۔۔۔۔

پانچ سال بعد۔۔۔۔۔

وقت بہت تیزی سے گزر رہا تھا۔۔۔۔۔ نور کو پورا یقین تھا کہ اس کو گولڈ میڈلسٹ بننے سے کوئی نہیں روک سکتا۔۔۔۔۔

اس کے اور کامیابی کے درمیان بہت کم فاصلہ رہ گیا تھا۔۔۔۔۔ یہی تو دشمنوں کو دکھانے کا وقت تھا کہ انہوں نے بہت اس کو ہرانا چاہا مگر اس نے اپنی محنت سے سب پا لیا۔۔۔۔۔

آج اس نے اور مہر نے اپنا لاسٹ اسائنمنٹ جمع کروایا تھا۔۔۔۔۔

ایک ہفتے بعد ان کے فائنل ایگزام سٹارٹ ہونے والے تھے۔۔۔۔۔ اور دونوں بیٹھی کتابوں میں منہ دیے پڑھنے میں مصروف تھی۔۔۔۔۔

مس نور آپ مجھے میرے آفس میں آکر ملیں۔۔۔۔۔ سکندر نے نہایت غصے بھری آواز میں نور کو مخاطب کیا۔۔۔۔۔

نور کے ساتھ ساتھ مہر بھی چونک گئی۔۔۔۔۔ سکندر کی خوفناک آنکھوں اور آواز نے دونوں کو خوفزدہ کر دیا تھا۔۔۔۔۔

نور اپنے ناکردہ گناہوں کو یاد کرتی ہوئی سکندر کے پیچھے آفس کی جانب چل دی۔۔۔۔۔ اس کو پورا یقین تھا کہ آج پھر اس کو کسی ایسی بات کے پیچھے ڈانٹ سننا پڑے گی جس کا کوئی مقصد اور مطلب نہ ہو گا۔۔۔۔۔

جب وہ آفس میں داخل ہوئی تو سکندر اپنی چئیر کے بجائے صوفے پر بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ اس نے نور کو اشارے سے اپنے ساتھ بیٹھنے کے لیے کہا۔۔۔۔۔

وہ پہلے تو حیران ہوئی پھر اس کے ساتھ آکر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

جب اس سے مزید برداشت نہ ہوا تو وہ غصے میں بھری سکندر کے آفس کی جانب بڑھی۔۔۔ آج اس کا ارادہ سارے لحاظ کو بالائے طاق رکھ کر سکندر کو اس کی اصلیت دکھانے کا تھا۔۔۔۔۔

نور نہایت حیرانگی سے سکندر کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کی آنکھوں میں آج بہت نرم سا  
تاثر تھا۔۔۔ وہ غصہ، نفرت اور ناراضگی جو ہمیشہ اس کے چہرے پر نظر آتی تھی وہ آج کہیں دور  
غائب ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

وہ حیرانی سے سکندر کی طرف دیکھ رہی تھی جب اس نے اس کا ہاتھ تھاما۔۔۔۔۔

سکندر کی اس حرکت پر تو نور ساکت رہ گئی۔۔۔۔۔

مجھے سمجھ نہیں آرہا کہاں سے شروع کروں۔۔۔۔۔ مگر اب وقت آگیا ہے کہ اگر میں نے اب نا بتایا تو شاید بہت دیر ہو جائے۔۔۔۔۔۔۔

نور تو ایسے ساکت بیٹھی تھی جیسے وہ کسی پتھر کے مجسمے میں بدل گئی ہو۔۔۔۔۔۔۔ جیسے ہی سکندر نے اس کا تھاما ہاتھ اپنے لبوں سے لگایا تو وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی۔۔۔۔۔

نور کو یہ بھی یقین نہیں تھا کہ یہ حقیقت ہے یا اس کا خواب۔۔۔۔۔ اس لیے اس نے سوچے سمجھے بغیر ایک تھپڑ سکندر کے گال پر رسید کیا۔۔۔۔۔

"آہ سجنی یہ کیا کر رہی ہو تم۔۔۔۔۔" معلوم ہے تمہارا ہاتھ کتنا بھاری ہے۔۔۔۔۔ آہ بالکل بھی لڑکیوں کی طرح نرم اور ملائم نہیں بلکہ بہت بھاری ہے۔۔۔۔۔ پہلی مرتبہ بھی میرا گال سوجھ گیا تھا اور ٹھیک ہونے میں پورے تین دن لگ گئے تھے اور اب پھر۔۔۔۔۔

نور پر تو آج انکشافات کی بارش ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ اس نے حیرانی سے ایک ٹرانس کی کیفیت میں یہ لفظ ادا کیا





سکندر کی بات پر نور نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔  
پانچ سال صبر اور شکر کے بعد اتنا تو حق بنتا ہے۔۔۔۔۔

یہ کہہ کر سکندر نے اس کو اپنی طرف کھینچا۔۔۔۔۔

کافی دیر کے بعد جب اس کو آزاد کیا تو وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور باہر کی طرف بھاگی۔۔۔۔۔

آنے والا سفر یقیناً بہت خوشگوار ہونے والا تھا۔۔۔۔۔

مہر کو یقین تھا جب وہاں پہنچے گی تو نور رو رہی ہوگی مگر وہاں پہنچ کر اس نے جو منظر دیکھا تو حیران رہ گئی۔۔۔۔۔ نور رو تو رہی تھی مگر ساتھ میں اس کے چہرے پر مسکراہٹ بھی تھی۔۔۔۔۔

سکندر اس کا ہاتھ تھامے اسے کچھ بتا رہا تھا۔۔۔ یہ منظر ناقابل یقین تھا۔۔۔۔۔ سب دیکھنے اور سننے کے بعد مہر کو یقین نہیں آیا کہ اس کی سہیلی نے اس سے اتنی بڑی بات چھپائی ہے۔۔۔۔۔

اگر آپ بھی "ماہنامہ لکھاری آن لائن میگزین" کا حصہ بننا چاہتے ہیں تو ابھی اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں واٹس ایپ، فیس بک یا ای میل پر بھیجیں۔

- آپ کی تحریر میں کسی بھی مذہب پر، مذہبی فرقے یا مذہبی معاملات پر تنقید نہیں ہونی چاہئے۔
  - آپ کی تحریر میں ملکی قوانین، سیکورٹی ایجنسیوں اور پاک فوج پر تنقید نہیں ہونی چاہئے۔
  - تحریر الماء کی غلطیوں سے پاک ہونی چاہئے۔ اور پہلے سے کہیں پر پوسٹ نہ ہوئی ہو۔
  - تحریر کو مکمل طور پر اردو میں ہونا چاہئے۔ انگلش الفاظ کا استعمال کرنے سے گریز کیا جائے۔
  - تحریر کو فحش مناظر، ڈاکٹریٹ، رومانس سینز اور عریانیت کے عنصر سے پاک ہونا چاہئے۔
  - سلسلے وار ناولز کے لئے معیاری رائٹرز کا انتخاب ادارہ خود کرے گا۔
  - مکمل ناولز کے لئے سب رائٹرز کو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی تحریر ہر ماہ کی دس تاریخ تک ادارے کو بھیج دے جو کہ تیس ہزار سے زائد الفاظ پر مشتمل ہو۔ آپ کی تحریر کو ہماری ٹیم چیک کرے گی اور اس کے بعد ہی قابل اشاعت ناولز کو "لکھاری آن لائن میگزین" میں شائع کیا جائے گا۔ اور لکھاری کو اس کی محنت کا معاوضہ دیا جائے گا۔
  - افسانے، شارٹ ناولز کے لئے جو کہ تیس ہزار الفاظ سے کم ہوں گے رائٹرز کو معاوضہ نہیں دیا جائے گا۔
- مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں۔

Whatsapp no :- 03335586927

Email address :- [aatish2kx@gmail.com](mailto:aatish2kx@gmail.com)

Facebook ID :- [www.facebook.com/aatish2k11](https://www.facebook.com/aatish2k11)

Facebook Group :- PRIME URDU NOVELS,  
FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST, SEARCH  
AND REQUEST FOR NOVELS

جب نور باہر آئی تو باہر مہر کو دیکھ کر ایک دم حیران رہ گئی۔۔۔۔۔ مہر نے سب کچھ دیکھ اور سن لیا تھا۔۔۔۔۔ نور کو دیکھتے ہی مہر ایک دم غصے سے پلٹ گئی۔۔۔۔۔ ایک نیا امتحان اس کیلئے تیار تھا اب اس کو اپنی عزیز سہیلی کو بھی منانا تھا۔۔۔۔۔

مہر اس سے باقاعدہ اٹھک بیٹھک کروا رہی تھی۔۔۔۔۔ مہر بہت زیادہ غصے میں تھی۔۔۔۔۔ جب کہ نور کے چہرے پر شرم اور شرمندگی کے ملے جلے تاثرات تھے۔۔۔۔۔

"یہ کیا ہو رہا ہے گرلز"۔۔۔۔۔

عفان کی آواز پر دونوں نے چونک کر پیچھے دیکھا۔۔۔۔۔

"کچھ نہیں سر میں نے اپنی سہیلی سے ایک بات چھپائی تھی جس کی سزا اب یہ مجھے اس طرح دے رہی ہے"۔۔۔۔۔ نور نے بے بسی سے کہا۔۔۔۔۔

"اچھا مہر کو بھی اب آپ کی اور سکندر کی شادی کے بارے میں پتہ چل گیا ہے"۔۔۔۔۔ عفان کی بات پر نور نے اس پر ایک حیران اور مہر نے ایک خونخوار نظر نور پر ڈالیں۔۔۔۔۔

"اچھا ان کو بھی پتا تھا اور انجان تھی تو صرف میں"۔۔۔۔۔ مہر نے صدمے میں کہا۔۔۔۔۔

ویسے مس مہر آج شام کو میں بابا کے ساتھ آپ کے گھر آؤں گا۔۔۔۔۔ آپ یہ سب باتیں مس نور کو بتا دیجئے گا ورنہ شاید آپ کا بھی کل یہی حال ہو  
یہ کہہ کر عفان رکا نہیں بلکہ فوراً ہی چلا گیا۔۔۔۔۔

اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہی جیسے پہلے شرم نور کے چہرے پر تھی اب اس نے مہر کے چہرے کا احاطہ کر لیا۔۔۔۔۔

نور مہر کی طرف دیکھ کر مسکرا دی۔۔۔۔۔ تو مہر اچھل کر اس کے گلے لگی۔۔۔۔۔

پھولوں پر مچلتی تتلیاں بھی ان کو دیکھ کر مسکرا دی۔۔۔۔۔  
بے شک اب یہ بہار ان کی زندگی میں ہمیشہ رہنے والی تھی۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

ختم شد